ادع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة

الحمد للہ کہ درین ایام این رسالہ مفید خاص و عام در رد منکرین جواز تقبیل اقدام بزرگان ذوی الاحترام

[illegible] بزیادات لطیفہ مفیدہ و افادات جدیدہ زبدۃ العلماء عمدۃ الفضلاء [illegible]

حسام الاسلام
علی من یکفر المسلم
بتقبیل الاقدام

بفرمایش مخزن الاشفاق معدن الاخلاق سیٹھہ حاجی اسمعیل [illegible]

در مطبع گلزار حسنی بمبئی بحلیۂ طبع محلی گردید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمده ونستعينه ونستغفره ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادي له ونشهد ان لا اله الا الله ونشهد ان محمدا عبده ورسوله ارسله الى الخلق كافة هاديا ومبشرا ونذيرا اهداهم وانذرهم وبشرهم تبشيرا فمنهم من القى السمع وهو شهيد اهتدى وفاز فوزا عظيما ۔ ومن لم يرفع راسه واطفاء بنبراسه اعرض ونأى بجانبه وضل وغوى وخسر خسرانا مبينا ۔ صلى الله عليه وعلى آله واصحابه وسلم تسليما ۔

اما بعد فقیر احقر الانام عبدالقادر نام امیدوار رحمت رب منعام بخدمت خاص وعام برادران اسلام عرض پرداز ہے کہ ایک عرصہ دراز سے اس بلدہ بمبئی اور اوسکے نواحی کلیانی بھیمڑی وغیرہا میں درباب جواز وعدم جواز تقبیل اقدام علماء وصلحاء وسادات کرام مابین اہل اسلام اختلاف شدید ونزاع مدید واقع ہے اور طرفین سے ہر ایک مدعی حقیت امر وقول خصم کا مبطل ودافع تحریرات ورسائل جانبین

ہمیشہ شایع و ذایع اور او سمین ہر ایک اپنے قول کا مرجح و تابع و طابع اس مابین مین
بعض خلص احباب نے اس قلیل البضاعت سے اسباب مین سوال کیا کہ جو
امر حق و صحیح محقق مذہب جمہور کے موافق اور فقہاء حنفیہ رح و شافعیہ رح کے قول کے
مطابق ہو بطور قول فیصل لکھدے تا ہم او سپر عمل کرین و نزاع و عناد اور فتنہ و
فساد سے امان پاوین ہر چند باعذار گوناگون قلت بضاعت و عدم فرصت و
دیگر عوارض و موانع بوقلمون اعتذار کیا گیا۔ مگر ایک عذر بھی قبول نہ فرمایا اور
تحریر جواب پر مجبور کیا ناچار مطابق تحقیق محققین و تصریح علماء دین متقدمین و متاخرین
ایک رسالہ مسمّٰی بالجواب الفاصل بین الحق والباطل درباب جواز تقبیل و عدم
جواز سجدہ لغیر اللہ مع بیان فرق مابین سجدہ و تقبیل و دفع شبہات و رفع قال و
قیل فقیر نے لکھدیا اور علماء و فضلا کو دکھلایا۔ انھون نے پسند کیا اور تصحیح و
دستخط مزیّن فرمایا اوسکے بعد ایک رسالہ صمصام نظر فقیر سے گذرا اوسکو جو
بغور دیکھا تو اغلاط لفظیہ و معنویہ سے پر پایا ابتدا مین اوسکے ایک مختصر فتوے
درباب کفر ہونے سجدہ برائے غیر خدا لگا ہے اور آخر مین اوسکے چند اشعار ضیا اور
ایک عربی فتوی جس سے مفتی کی لیاقت ظاہر ہے عند العقلا اور اشعار شیرین مقال
کا حال تو کیا لکھون فرمودۂ مولانا جامی قدس سرہ السامی اَلشِّعرُ اَعذَبُہٗ اَکذَبُہٗ
واسطے فہم مطلب کے کافی ہے اور فتوے مختصر کا سوال وہی ہی جسکی تکذیب جماعت
کثیرہ معتبرین قصبۂ کلیانی نے بشہادت و ایمان غلیظہ کی ہے اور بواسطہ تشہیر
محضر معلوم ہر صغیر و کبیر و برنا و پیر ہو چکی اور قطع نظر اس شہادت سے نفس سوال
کی عبارت مین غور کرنے سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ سائل کا کلام باہم متخالف ہے

چنانچہ اوسمین پہلے زید کے حال مین لکھا ہے ماتھا ورناک اپنے پیر کے قدمون پر رکھتا ہے
بعد اسکے پیر کے قدمون کو چومتا ہے الخ اور پھر بعد چند سطر کے لکھا ہے جب اسباب کا
چرچا ہوا تو انھون نے بعد ماتھا ٹیکنے کے قدمونکو چومنا بھی آغاز کیا الخ ان دونون عبارتون
مین تنافی ہے اور صدق ایک کا مستلزم ہے کذب دوسرے کا کیونکہ اگر پہلے سے
چومتا ہے اور یہہ سچ ہے تو پھر چومنا بھی آغاز کیا غلط ہے اور اگر اب چومنا آغاز کیا تو پہلے
سے چومتا ہی غلط اور مثل مشہور صادق آئی دروغ گورا حافظہ نباشد اور اسی طرح
اوس سائل کا لکھنا کہ دراصل یہ فعل بالکل ہندوؤن کا ہے یعنے ہندوؤن کی عادت
ہے کہ وہ اسی صورت سے اپنے گروؤن کو سجدہ کیا کرتے ہین ۱۲ باوجودیکہ اس امر کو
نفس سوال سے سوا تقبیح صورت مسئول عنہا کے کچھ تعلق نہین فی نفسہ صحیح بھی
نہین کیونکہ افعال سابق الذکر مین سب سے بڑھکر قباحت مین سجدہ ہے اوسکے بعد
رکوع اور بقول جمہور مفسرین ثابت ہوا کہ آدم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام
کو ملائکہ نے سجدہ کیا تھا اور امم ماضیہ مین مباح اور بجاے تحیت وسلام جاری تھا
اب ہماری شریعت مین منسوخ ہوا اور بعض مفسرین کے نزدیک ملائکہ نے انحنا
ورکوع کیا تھا اور امم ماضیہ مین تحیۃ جاری تھا پھر دراصل کے کیا معنے کیا ہندو
آدم علیہ السلام کے پہلے سے ہین جو دراصل یہہ فعل اونکا تھا پھر ملائکہ نے
اختیار کیا اور امم ماضیہ مین مشروع ہوا اسبات کا کوئی جاہل تو کیا کسی عالم
کو بھی علم نہین ہان اگر معلم الملکوت نے سائل کو اسکی خبر دی ہو تو واللہ اعلم
یہہ حال تو سوال کا ہے پھر مفتی صاحب نے اس سوال کا جواب دیا ہے وہ بھی
خلاف مذہب جمہور ہے کیونکہ جواب مین لکھا ہے سجدہ غیر خدا کو کفر ہے حالانکہ سجدہ

غیر خدا کو مطلقاً کفر نہین ہے بلکہ بروجہ عبادت کفر ہے اور بروجہ تحیت حرام کما صرح
بہ الاعلام اور فتاوی حمادیہ سے جو روایتین نقل کین ہین اونکا جواب فتوے
کلان کے رد مین آئیگا انشاء اللہ تعالیٰ پھر آخر فتوے مین لکھا ہے پس فعل مذکور
زید کا دو وجہون سے کفر ہے یکی فعل مذکور کفر ہے الخ اسمین مصادرہ علی المطلوب
ہے کما لا یخفی۔ پھر لکھا اور اصرار بر حرام با وجود جایز سمجھنے کے اوسکے کفر ہے ۱۲ اسمین
اصرار بر حرام کا ذکر لغو ہے کیونکہ اصرار بر حرام ائمہ اہل سنت کے نزدیک کفر نہین ہے،
فقط جایز سمجھنا حرام قطعی کا واسطے کفر کے کافی ہے مگر صورت مسئول عنہا کے کفر
ہونے مین کلام ہے کیونکہ بشہادت جماعت کثیرہ معلوم ہوا کہ زید سجدہ غیر خدا کو
جایز نہین سمجھتا ہے بلکہ قدمبوسی کو جایز سمجھتا ہے اور قدم بوسی جایز ہے پھر اگر قدمبوسی
یقیناً ثابت نہو تو بھی احتمال و شبہ قدمبوسی کا قایم ہے والشبہۃ دارئۃ للکفر
تیسرے جو بعض روایتین مشایخ و والدین وغیرہما کو سجدہ کرنیکے جواز مین آئی ہین اگرچہ ضعیف
ہین اور غیر معمول بہا مگر تکفیر سے مانع ہین کما فی الدر المختار لا یفتی بتکفیر مسلم
امکن حمل کلامہ علی محمل حسن او کان فی کفرہ خلاف ولو کان ذلک
روایۃ ضعیفۃ کما حررہ فی البحر وعزاہ فی الاشباہ الی الصغری وفی الدرر
وغیرہما اذا کان فی المسئلۃ وجوہ توجب الکفر وواحد یمنعہ فعلی
المفتی المیل لما یمنعہ ۱۲ اور علامہ طحطاوی نے لکھا ہے والذی تحرر انہ
لا یفتی بتکفیر مسلم امکن حمل کلامہ علی محمل حسن او کان فی کفرہ
خلاف ولو روایۃ ضعیفۃ ۱۲ یہہ مختصر حال تو فتوے مختصر کا تھا اب
آئیندہ فتوی کلان کا حال لکھتا ہون واللہ الموفق للصواب والیہ المرجع

و المآب اس فتوے کلان کا وہی سوال ہے جو فتوی خورد کا جسکا حال معلوم ہوا
مگر تغیر و تبدیل و محو و اثبات اور مکرمی مولوی محمد عمر الدین صاحب کے فتوے
کی بعض عبارات بعد قطع و برید اور دیگر چند کلمات بے اصل زیادہ کرکے بڑا الببا
چوڑا کیا گیا ہے مگر مطلب واحد ہے فرق اتنا ہے کہ خورد سے کلان مین کچھ زیادہ قصہ
ہے اور سگ زرد برادر شغال کا نقشہ ہے اب اس سوال کلان کے جواب کا حال چہ
اختلال ہدیہٗ ناظرین ہے واللہ خیر الناصرین وبہ نستعین ونعوذ من شر الحاسدین

قولہ اگر غیر خدا کو قصداً سجدہ کرے تو کافر ہوگا اور اگر قصد خدا کا سجدہ کے لئے
کرکے اوسکو یا کسیطرح کا قصد نہ کرکے سجدہ کرے تو بھی کافر ہوگا۔ ۱۲ یعنے غیر
خدا کو سجدہ اس قصد سے کرے کہ سجدہ خدا کو کرتا ہون اور تعظیم اس غیر کی یا کچھ قصد
و نیت اوسکی دل مین نہو تو بھی کافر ہوگا **اقول** یہہ محض غلط مخالف مطلب
عبارت کتاب منقولہ مجیب ہے کیونکہ عبارت منقولہ مجیب جو اعلام ابن حجر سے
بطور سند اس دعوے پر نقل کی ہے صراحۃً دال ہے کہ اگر قصد کرے سجدہ سے
مخلوق کا تو کفر ہے اور اگر قصد کرے سجدے سے اللہ کا اور تعظیم اس مخلوق کی بغیر
اسکے کہ قصد کرے ساتھ سجدہ کے مخلوق کا یا کچھ قصد نہو تو حرام ہے اور عبارت
منقولہ متعلقہ مقصود یہہ ہے فعلم من کلامھم ان السجود بین یدی الغیر منہ
ما ھو کفر ومنہ ما ھو حرام غیر کفر فالکفران یقصد السجود للمخلوق والحرام
ان یقصدہ للہ معظما بہ ذلک المخلوق من غیر ان یقصدہ بہ اولا یکون
لہ قصد ۱۲ اس عبارت کا ترجمہ حاشیہ پر جو مجیب نے لکھا ہے وہ بعینہ یہہ ہے
کفر کی صورت یہہ ہے کہ قصد مخلوق کو کرے اور حرام کی صورت یہہ ہے ہیئت سجدہ

سجدہ کرنے کی خدا کو ہو اور مخلوق کی تعظیم ادا کرنیکا لحاظ رکھے مخلوق کو سجدہ کرنا قصد بھو اور
دوسری صورت حرام کی یہہ ہے کہ سجدہ کرتے وقت کوئی نیت اوسکی نھو
انتھت دیکھو عبارت سند منقولہ مجیب سے بترجمہ مجیب صاف ظاہر ہے
کہ سجدہ غیر خدا کو بہ نیت خدا و بتعظیم غیر ہو یا کچھ نیت نہو تو حرام ہے نہ کفر اور مجیب
لکھتا ہے اسطرح سجدہ کرے تو بھی کافر ہوگا اور اسیطرح عبارت حاشیہ تحفہ جو
اسپر سند لایا ہے وہ بھی اس دعوے کے خلاف ہے وہ عبارت یہہ ہے ومما
یحرم ما یفعلہ کثیر من الجھلۃ بین یدی المشائخ ولو الی القبلۃ او
قصدہ للہ تعالی وفی بعض صورہ ما یقتضی الکفر عافانا اللہ تعالے
من ذلک ۱۲ اور خود حاشیہ پر اسکا ترجمہ اسطرح کیا ہے حرام ہے سجدہ جیسے
اکثر جاہل اپنے مشائخ کو سجدہ کرتے ہین اگرچہ قبلہ کیطرف ہو یا نیت خدا کی کرے اور
بعض صورت مین کفر ہے خدا تعالی بچائے اس سے ۱۲ اسمین کہان ہے کہ خدا کا
قصد کرے یا کسیطرحکا قصد نکرے تو بھی کافر ہوتا ہی **قولہ** اور محض عزم سجدہ کا خدا (غیر) کیلیے کرنے
سے کافر ہوتا ہے الخ **اقول** یہہ بھی مثل اول کے غلط محض اور عبارت علام
علامہ ابن حجر کی اسپر شاہد لانا از قبیل مثالب ثعالب اور پھر عبارت کتاب
جس سے مقصود کو ہر ذی علم سمجھہ سکتا ہے پوری پوری نہ نقل کرنا پھر اس عبارت
منقولہ مستشہد بہا کا ترجمہ حاشیہ پر غلط یون کرنا کہ اطلاق کفر مین گفتگو ہے اسلیے
ارادہ سجدہ کا حکم بھی سجدہ کا ہونا چاہیے ظلمات بعضہا فوق بعض ہے اب ہم
پہلے عبارت مستشہد بہا کو اوسی کتاب منقول عنہ سے یہان پر پوری پوری
نقل کرتے ہین پھر اوسکا ترجمہ صحیح صحیح مع ایضاح مطلب کردیتے ہین تا

ناظرین بالانصاف پر صاف صاف مطلب کتاب واضح اور خطا مجیب فاضح ہوجاوے پوری
پوری عبارت کتاب منقول عنہ کی یہہ ہے وانہ لو قیل لہ فلان یاکل
حلالا فقال احضرہ حتی اسجد لہ کفر اھ وفی اطلاقہ الکفر ھنا
نظر اذ غایۃ العزم علی السجود لانسان انہ کالسجود لہ بالفعل وقد صرحوا
بان سجود جہلۃ الصوفیہ بین یدی مشائخہم حرام وفی بعض صورہ
ما یقتضی الکفر فعلم من کلامہم ان السجود بین یدی الغیر منہ
ما ھو کفر ومنہ ما ھو حرام غیر کفر فالکفر ان یقصد السجود للمخلوق
والحرام ان یقصدہ للہ معظما بہ ذلک المخلوق من غیر ان یقصدہ
بہ او لا یکون لہ قصد انتہی مطلب اس عبارت کا مع ترجمہ یہہ ہے کہ
علامہ ابن حجر نے ایک عالم کا یہہ قول نقل کیا کہ کوئی کسیکو کہے فلان شخص حلال
کہاتا ہے اسکے جواب مین وہ کہے اس حلال روزی کھانے والے کو حاضر
کروتا مین اوسکو سجدہ کرون تو کافر ہوگا اھ یہاں پر یہہ علامت قول عالم کے تمام
ہونیکی لکھکر پھر خود فرماتے ہین اسمین نظر ہے یعنے کافر ہونے مین اعتراض
ہے وہ یہہ کہ کافر نہین ہوتا ہے اسواسطے کہ قائل نے سجدہ نہین کیا ہے قصد
سجدہ کا کیا ہے اور قصد سجدہ کرنے کا واسطے کسی انسان کے غایت درجہ یہہ ہے
کہ مثل سجدہ کے ہو بالفعل اور حال یہہ ہے کہ تصریح کی علماء دین نے کہ سجدہ
کرنا جاہل صوفیون کا سامنے اپنے پیرون کے حرام ہے اور بعضے صورتین
اوسکی مقتضی کفر کی ہین پس معلوم ہوا انکے کلام سے کہ سجدہ غیر خدا کے سامنے
بعض اوسمین سے کفر ہے اور بعض حرام نہ کفر کفر کی صورت یہہ ہے کہ قصد

نزدیک علماء یا جاوے اور موجود ہوا جس کے
معنی کی بھی تو اس امر کا احتمال ضرور
تھا کہ شاید سجدہ واقع ہووے اور
سجدہ کفر ہے پس اسباب الکفر کرے گا اور
یہی کہ جلدی سے روادار ہوئے جو کفر از کبیرہ غرض
اور صفتی مسلمان پی۔ واللہ اعلم بالصواب
یون کر جی ہوئے تو سے بین کیے
ہو اسمین یہہ ثبت کہ انہم مسئول عنہ
داخل ہی اس بیت ہے جو سب جائز
سجدہ اور ان کا بیان کہ قدم بوسی جائز
اور بعد تعظیم ہے سب ابی بیت

سر تعظیم کی سب تعظیم
ادب اور یہ ہے
سجدہ ہے خلاف ادب
سجدہ ہے کلام ہے یعنی ادب
معرفت کیفیت ہے لیکن ایسی
سجدہ تعظیمی بیت ہے جبکہ یہ
تعظیم بخلاف ادب ہے
ہیئت اور ایسی ہیئت ہے
تعظیم جاوے اور جبکہ اس
واسطے اشخاص دینی ہیں
اور عبد ون سے سجدہ
نہیں بیت
ہیت

کرے سجدہ سے مخلوق کا اور حرام کی صورت یہہ ہے کہ قصد کرے سجدہ سے
اللہ کا اور تعظیم اُس مخلوق کی بغیر اسکے کہ اس مخلوق کو سجدہ کرنے کی نیت ہو یا ساجد
نے کوئی نیت نہ کی ہو انتہی حاصل اس نظر کا یہہ ہے کہ صورت مذکورہ مین قائل نے قصد سجدہ
کا کیا ہے بالفعل سجدہ نہین کیا ہے اور بالفعل سجدہ غیر خدا کو کرنیسے بتصریح ایمہ محققین جب مطلقاً
کافر نہین ہوتا تو فقط قصد کرنے سے کسطرح کافر ہوگا چنانچہ اس مطلب کو
علامہ ابن حجر نے اُسی کتاب مذکور مین دوسرے مقام پر بوضاحت تمام لکھا ہے
عبارت انکی یہہ ہے والوجہ انہ لا یکفر ایضا بهات آکل الحلال اسجد
لہ لان نفس السجود لانسان اخر لا یکون کفرا مطلقا بل فی بعض
صورہ کما صرح بہ الائمۃ ومر فی ذلک مزید بحث وتفصیل فاذا
کان ھذا فی السجود لہ بالفعل فما ظنک بالعزم علیہ علی ان ذلک
انما یراد بہ الدلالۃ علی استبعاد وجود شخص لا یاکل الا الحلال
الصرف او علی تعظیمہ فلا وجہ لاطلاق الکفر بہ انتہی ۱۲
ترجمہ اور وجہ یہہ ہے کہ تحقیق وہ کافر نہوگا ۔ ساتھ اس کہنے کے
بھی کہ لاؤ روزی حلال کھانے والے کو کہ سجدہ کرون مین اوسکو اسواسطے
کہ نفس سجدہ کسی دوسرے آدمی کو مطلقاً کفر نہین ہوتا ہے بلکہ بعض صورتو
مین جیساکہ تصریح کی ایمہ دین نے اور گذری اوسمین بہت بحث و تفصیل
پس جبکہ یہ حال ہے بالفعل سجدہ کرنے انسان کا دوسرے انسان کو کہ
مطلقا کافر نہین ہوتا پھر کیا گمان ہے تیرا ساتھ قصد سجدہ کے یعنے قاصد و
عازم کیونکر کافر ہوگا علاوہ یہہ کہ اس کلام سے ارادہ کیا جاتا ہے استبعاد

ایسے شخص کا جو نہ کھاتا ہو مگر حلال صرف با تعظیم اُس حلال کھانے والے کی
پس کوئی وجہ نہین ہی کفر کی یعنے قائل اس کلام کو کافر کھنے کے ساتھ اس کلام
کے انتھت مجیب لبیب نے بالفعل تک عبارت علامہ ابن حجر کو نقل کیا ہے
اور باقی کو جس سے مطلب عبارت اہل علم وفہم پر بخوبی ظاہر ہے چھوڑ دیا اور
اپنے جیب سے ایک بات نکالکر حاشیہ پر ترجمہ کے طور پر لکھہ دے وہ یہہ
کہ ارادہ سجدہ کا حکم بھی سجدہ کا ہونا چاہیے ۱۲ حالانکہ عبارت علامۂ موصوف سے
ظاہر ہے کہ قصد وعزم سے کافر نھین ہوتا اور اسکے کفر کی کوئی وجہ نہین ہے
ع چہ دلاور است دزدی کہ بکف چراغ دارد۔ اب شاید مجیب یہان پر
یہہ عذر پیش کریگا کہ مین نے نقل عبارت مین تو خیانت نہین کی مگر میرے ہاتھہ
سے قطع وبرید البتہ سرزد ہوئی ہے بالفعل کے بعد کی عبارت جو تمنے نقل
کی ہے کاٹ کر اوپر نقل کی ہے چنانچہ لکھا ہے وقد صرحوا بان سجود
جھلۃ الصوفیۃ الخ اور اس سے وہ مطلب نکالا جسکا غلط ہونا تم نے
ظاہر کردیا اور اوپر کی عبارت نیچے لکھی بالفعل تک اور اس سے عزم
سجدہ غیر اللہ کو کفر ٹھہرایا گو فی الواقع کفر نھو جیسا کہ تمنے بیان کیا الغرض
اسمین قطع وبرید تو البتہ ہے مگر خیانت نقل نہین ہی فقط عبارت کو آگے پیچھے
کردیا ہے اور فہم مطلب مین خلل ڈالدیا ہم کہتے ہین جناب آپ کو اتنی کیا
مشکل پیش آئی جو گناہ بے لذت سر پر اوٹھایا آپ تو پہلے ہی جواب
باصواب مطابق تحقیق محققین لکھہ چکے تھے کہ سجدہ بطریق تحیت حرام اور
بطریق عبادت کفر اور یہہ مدعا بلا تاویل وتسویل ومکر وخداع بتصریح

ائمہ محققین فقہا و متکلمین ثابت ہی پھر بناوٹ کی کیا ضرورت اور ایسے بے اصل
دعووں کی کیا حاجت ہاں بعد غور و تامل کے ایک ضرورت البتہ نظر آتی ہے
جنے آپ کو اس ورطہ میں ڈالا والعلم عند اللہ وہ یہ کہ فتوی اولی میں
مفتی اول نے لکھا ہے کہ سجدہ غیر خدا کو مطلقا بلا قید عبادت کفر ہے اور اوسپر
آپ کی تصحیح ہے اوسمین آپ نے لکھا ہے المجیب مصیب اور اس فتوی ثانی
مین آپ لکھتے ہین سجدہ بطور عبادت کفر ہے وبینھما تناف اس تناقض
و تنافی کا رفع یہی ہے کہ مطلق مقید کو ملا کر گول گول بات بنانا چاہیے اسمین
دو فائدے ہون گے ایک تو رفع تناقض دوسرا مفتی اول بروقت تصحیح
اگر تنقید تقصیر کرے گا تو عرض کر دون گا کہ بندہ نے آپ سے بڑھکر لکھا ہے اور
تکفیر مسلم مین آپ سے میری کوشش بہت زیادہ ہی آپ نے تو فقط مطلق
سجدہ کو کفر لکھا ہے مین نے تو عزم سجدہ کو بھی کفر لکھا ہے۔ بلکہ جو کسی
بزرگ کے قدم چومنے کا قصد کرے اوسکو عازم سجدہ کہکر کافر بنا سکتا ہون
اسمین آپ کی بڑی تائید ہے مفتی صاحب راضی بتکفیر مسلم خوش ہو کر لکھدین
گے محض الحق وبحت الصواب اور عوام سے کوئی پوچھے گا تو کہدونگا وہ بھی
سچ اور یہہ بھی سچ کتابون مین سب طرح لکھا ہے مین کیا کرون یہہ سب بندوبست
اگر آپ نے کیا ہو گا تو خیر دنیا مین گذر جارے گی اور چھٹکارا ہو جائے گا مگر آخرت
کا کیا بندوبست کیا۔ اور عند التحقیق اگرچہ مقصود ثانی ہاتھ آیا مگر تناقض مرتفع
نہین ہوا کیونکہ جب عزم سجدہ کفر ہوا تو سجدہ بالفعل مطلقا کفر بدرجہ
اولی ہونا چاہیے اور حضور نے اول لکھا ہے مطلقا کفر نہین ہے عبادۃ

کفر ہے اور جب سجدہ مطلقاً کفر نہین ہے تو عزم سجدہ کفر بدرجہ اولی نہونا چاہیے
کما ظهر مما نقلنا عن العلامة ابن حجر اور حضور لکھتے ہین عزم سجدہ بھی
کفر ہے هل هذا الا تناقض وقد بینا انه غلط محض اب کافہ اہل اسلام
پر واجب ہے کہ اس قول پر ہرگز اعتماد نکرین اللهم احفظنا من دجال الدجالین
والکذابین اللاعبین بهواهم فی الدین بحرمة سید المرسلین علیه
وعلی اله واصحابه افضل صلوة المصلین الی یوم الدین پھر
مجیب نے فتاوی حمادیہ سے چند روایتین اور مرادو مرے چند نقل کی ہین جنکو
دعوے سے کچھ مناسبت نہین دعوے یہہ تھا کہ عزم سجدہ کفر ہے اسکا تو
اون روایتون مین کہین پتا بھی نہین ہے اور اس دعوے کے پہلے جو دعوے
یہہ تھا کہ خدا کا قصد کرے یا کسیطرح کا قصد نکرے تو بھی کافر ہوتا ہے
اسکو یہہ روایت حمادیہ ما یفعل کثیر من الجهلة الخ یہی جھوٹا کرتی ہے
چنانچہ خود ترجمہ مجیب سے ظاہر ہے کہ جو اکثر جاہل اپنے مشایخ کو سجدہ کرتے
ہین حرام ہے یقینا خواہ نیت خدا کو سجدہ کی ہو یا مطلق نیت سے غافل ہو ۱۲
اس سے معلوم ہوا کہ ہر دو صورت مذکورہ مین سجدہ حرام ہے کفر نہین اور
جناب مجیب نے فرمایا دونون صورت مین کافر ہوتا ہے اور اما سجدة الشکر الخ
کی روایت اور نصاب الاحتساب کی روایت منقولہ مین سجدہ کو بلا قید
کفر لکھا ہے نہہ منافی ہے اوس پہلے دعوی صادق کے کہ بطور تحیت حرام
اور بطور عبادت کفر اور روضة العلما کی روایت جو حمادیہ سے نقل کی ہے
نہ دعوی صادق کے مناسب ہے نہ کاذب کے کیونکہ اوسکا ترجمہ آپ نے کیا

ہی سجدہ خدا کے سوا اور کو نہین درست ہی ۱۲ اس سے نہ معلوم ہوا کہ کفر کونسا ہے اور حرام کونسا ہے اور اسمین اب تک کلام ہے نہین درست ہونے مین کلام نہین ہے اصل یہہ ہے کہ فتاوون مین ہر قسم کی روایتین صحیح سقیم قوی ضعیف جمع کیگئین ہین اسی واسطے محققین فقہانے فرمایا روایات مکفرہ فتاوی پر فتوی نہ دینا چاہیئے درمختار مین لکھا ہے۔ والالفاظ تعرف فی الفتاوی بل افردت بالتآلیف مع انہ لا یفتی بالکفر بشئ منھا الا فیما اتفق المشایخ علیہ ۱۲ اور تحفہ مین ابن حجر نے لکھا ہے ینبغی للمفتی ان یحتاط فی التکفیر ما امکنہ لعظم خطرہ وغلبۃ عدم قصدہ سیما من العوام ومازال ایمتنا علی ذلک قدیما وحدیثا بخلاف ائمۃ الحنفیۃ فانھم توسعوا بالحکم بمکفرات کثیرۃ مع قبولھا التاویل بل مع تبادرہ منھا ثم رایت الزرکشی قال عما توسع بہ الحنفیۃ ان غالبہ فی کتب الفتاوی نقلا عن مشایخھم وکان المتورعون من متاخری الحنفیۃ ینکرون اکثرھا ویخالفونھم ویقولون ھؤلاء لا یجوز تقلیدھم لانھم غیر معروفین بالاجتہاد ولم یخرجوھا علی اصل ابی حنیفۃ لانہ خلاف عقیدتہ اذ منھا ان معنا اصلا محققا ھو الایمان ولا نرفعہ الا بیقین فلیتنبہ لھذا ولیحذر ممن یبادر الی التکفیر فی ھذہ المسائل منا ومنھم فیخاف علیہ ان یکفی لانہ کفر مسلما اھ ملخصا قال بعض المحققین منا ومنھم وھو کلام نفیس انتھی مجیب کو مابین صحیح وسقیم کچھ تمیز تو ہے نہین ناچار رطب

یا بس روایت ہاتھ آئی مثل حاطب اللیل کے لکھدی اور بیس ورق کا فتوی
بنا کر دیا یا صحیح ہو یا غلط اب استعداد مطلب فہمی مجیب بطور مشتی نمونہ از
خروارے ناظرین کے پیش نظر کیجاتی ہے روایات منقولہ فتاوی حمادیہ مین
جو کفایۃ الشعبی کی تھی اوسکو مفاتیح کی طرف منسوب کیا اور جو مفاتیح کی تھی
اوسکو عقیدہ امام ابی اسحاق انصاری کیطرف منسوب کیا حالانکہ عقیدہ ابی اسحق
فارسی ہے نہ عربی اور اوسکی روایت بھی فتاوی حمادیہ مین بزبان فارسی منقول ہے
مجیب نے شاید کسی مصلحت سے اوسکو نقل نہین کیا اب غور کرنا چاہیے کہ جسکو
اتنی لیاقت نہین کہ اسامی کتب مین تمیز کرے اور ہر ایک کی روایت اوسکی
طرف منسوب کرے وہ روایات سقیمہ و صحیحہ و ضعیفہ و قویہ مین تمیز کیا
کریگا اور فتوی کیا لکھیگا مثل مشہور ہے قابلیت شما از قاف قابل و حای حدا
معلوم شد اوسی فتاوی حمادیہ مستند مجیب مین لکھا ہے لان السجدۃ علی
سبیل التحیۃ نفسہا لیست بکفر الاتری ان السجدۃ لغیر اللہ تعالیٰ
علی سبیل التحیۃ کانت مباحۃ فی الابتداء والکفر لم یبح فی زمان
۱۲ اور اسی مین ہے من الغیاثیۃ والمختار ان من سجد للسلطان علی
وجہ التحیۃ لا یکفر اور اسی مین ہے من الفتاوی الصغری انہ اذا
سجد للسلاطین للتحیۃ لا یکفر اور اوسیمین ہے من نصاب الفقہ واما
السجدۃ لھؤلاء الجبابرۃ فھی کبیرۃ وھل یکفر قال بعضھم یکفر
مطلقا وقال اکثرھم المسئلۃ علی التفصیل ان اراد بہ العبادۃ
کفر وان اراد بہ التحیۃ لا یکفر ۱۲ اب مجیب پر تمیز بیان کرے کہ روایت

اطلاق جو اوسنے نقل کی ہی صحیح اور معمول بہ ہے یا جو ہمنے نقل کیے ہین جنمین قید و تفصیل ہی یا دونون اور شقوق ثالثہ سی اگر ثانی مختار ہی فبہا و نعم المراد کیونکہ مذہب جمہور یہی ہی اور اگر باقی دو شق سے کسی کو اختیار کرے تو سند معتبر پیش کرے کہ یہہ مذہب جمہور ہی پھر اوسکے بعد عبارت ردالمحتار مجمل نقل کی اوسمین فتاوی ظہیریہ سے بواسطہ قہستانی منقول ہی و یکفر بالسجدۃ مطلقا یہہ آپکے دعوے صادق کے کہ سجدہ بطور تحیت حرام اور بطور عبادت کفر منافی ہے اور دعوے کاذب کے ساتھ کچھہ تعلق نہین اور ایما فی السلام جو زاہدی سے منقول ہی اور محیط سے مسئلہ انحناء للسلطان اور تقبیل ارض منقول ہے ان تینون مین ابتک بحث نہین ہی پھر ان روایتونکا یہان پر نقل کرنا لغو و بیفائدہ ہے پھر بعد اسکے سائل محض علم و علماء کا قول بیہودہ نقل کیا کہ مولوی مذکور کے حضور مین مولوی صاحب کے دکھلانے کے لئے امام مسجد نے خلیفہ جیو کے پاؤن پر بہیئت سجود سر رکھا" اولا از زواید سوال کا جنکو نفس مسئلہ مسئول عنہا سے کچھہ تعلق نہین تعرض کرنا خلاف داب مفتی ہے خصوصاً جھوٹھہ پھر ایسا جھوٹھہ جو بواسطہ اشتہار بشہادت جماعت کثیر مسلمین معتبرین معلوم ہر صغیر و کبیر و برنا و پیر ہو چکا ہو اوسکو فتوے مین نقل کرکر اپنے قلم اور زبان کو ملوث کرنا اور اس بناپر کلمات بیہودہ کسی عالم کی نسبت لکھنا جس سے صاف ظاہر ہو کہ مفتی حاسد و موذی و کذب کاذب ہے شعار علم سے بعید و غیر مفید کیونکہ حاسد کا قول محسود کے حقمین شرعاً و عقلاً مقبول نہین ہم نے مانا کہ کسی نے جھوٹھہ بکا جھکمارا مگر تم تو عالم با شعور تھے نہ قاضی جونپور - تمنے کیون قبول فرمایا اور شریک مائدۂ بے فائدہ ہوئے بقول شخصے ریش ہم تراشید

عیدہم نشد اور ثانیاً تعجب ہے کہ اس مفتی کو مجلس مین ماجرا کلیانی کا کما حقہ کسطرح
کشف ہو گیا کہ اوسنے یقینا معلوم کر لیا کہ امام نے خلیفہ جیو کے پاؤن پر سر رکھا
جسپر تکفیر و تفسیق مسلم کا فتوی دیا اور سائل اگر صادق بھی ہوتا تو بھی خبر واحد
مفید یقین نہین اور بغیر حصول یقین کے کسی مسلمان کو کافر بنانا خود کو کافر
بنانا ہے ثالثاً اگر بالفرض سائل کے ہی قول پر آپ کا اعتماد ہے اور جماعت
کثیرہ مسلمین حضار مجلس کو کاذب سمجھتے ہو باوجودیکہ وہ حسبۃً للہ بتاکید تمام
اس آیت شریفہ کو ولعنۃ اللہ علی الکاذبین پڑھ پڑھکر شہادت دیتے ہین
کہ اوسنے سر نہین رکھا اور کبھی نہین رکھتا فقط قدمبوسی کرتا ہے تو بھی احتمال تو قایم ہے کہ شاید یہہ
جماعت کثیرہ سچ کہتی ہو باوجود اس احتمال کے کسطرح تکفیر مسلم تمھارے واسطے جائز
ہو گئی حالانکہ علامہ ابن حجر اعلام مین لکھتے ہین الشبہۃ دارئۃ للکفر پھر اپنے حال
پر ذرا رحم کرنا تھا کہ من کفر مسلما فقد کفر اب آپ کا فرمانا بجا ہے چو کفر از کعبہ
برخیزد کجا ماند مسلمانی اور یہہ جو ہیئت سجود بار بار لکھکر عوام کو دہوکھا دیتے ہو سو یہہ
تو بتلاؤ کہ ہیئت سجود مین سر و پیشانی زمین پر رکھنا داخل ہے یا نہین اگر داخل ہے تو اسی
کا نام سجدہ ہے پھر ہیئت سجود کے نام سے کیا فائدہ سیدہا سیدہا کہدو کہ امام نے سجدہ
کیا پھر تماشا دیکھو کہ کیسا دندان شکن جواب ملتا ہے اور اگر داخل نہین ہے تو کسی کتاب معتبر
سے دکھلاؤ کہ اعضاء سجود اعنی پاؤن ہاتھ گھٹنے سوا پیشانی کے زمین پر رکھنے سے یا
اسطرح سے پاؤن چومنے سے مسلمان کافر ہو جاتا ہے اور ساجد لغیر اللہ کہلاتا ہے بسم اللہ یہہ
میدان اور گوی اور چوگان اگر دکھلا دو تو تمھاری بات صحیح اور مقبول ورنہ تمپر
لازم کہ تکفیر مسلم سے توبہ کرو قولہ یعنے ایسی ہیئت دکھلاوے جس سے تعظیم پائی جاوے

اور ایسی ہیئت کیواسطے انحنار ضروری سمجھتے ہین اور بدون انحنار اسکا وقوع ہونا
بے عقلی جانتے **اقول** یہ محض غلط ہے کہان ہے مفتی محسود کے کلام مین کہ ایسی ہیئت
تعظیم مین انحنار ضروری ہے اور بدون انحنار کے اُسکا وقوع بے عقلی ہے تا اوسپر الزام
بطلان انحنار کا دیا جاوے وفیہ اسیجیئ ہان مفتی حاسد کے کلام مین اعنی یعنے
لایعنے مین البتہ یہہ بات ہے اس سے محسود کو کیا یہہ فی الحقیقت ابطال قول خود بقول
خود ہی **قولہ** باوجودیکہ شرعًا انحنار احدًا احد ممنوع و باطل ہے چنانچہ اکثر مفسرین لکھتے ہین الخ
اقول قطع نظر اس سے کہ انحنار مطلقًا ممنوع نہین ہے اکثر مفسرین نے نہین لکہا ہے کہ سجود کے معنے
انحنار کے ہین یہ محض دعوی کاذب ہے اور ایک دو تفسیر ونکی عبارت نقل کر نیسے اکثریت نہین ثابت ہوتی
ہان بعضیت البتہ ثابت ہوتی ہے اگر مجیب اسطرح لکہتا کہ بعض مفسرین نے لکھا ہے تو دعوی سچا ہوتا اب
آنکھین کھولکر دیکھو امر صحیح واقعی پر ہم تمکو مطلع کرتے ہین تفسیر مدارک مین لکھا ہے والجمہور علی
ان المامور وضع الوجہ علی الارض وکان السجود تحیۃ لادم علیہ السلام
فی الصحیح اذ لو کان للہ تعالی لما امتنع عنہ ابلیس وکان سجود
التحیۃ جایزا فیما مضی ثم نسخ بقولہ علیہ السلام لسلمان حین
اراد ان یسجد لہ الخ اور یہہ عبارت بعینہا فتاوی حمادیہ آپکی سند مستند مین
مدارک سے منقول ہے اور شیخزادہ نے حاشیہ بیضاوی مین لکھا ہے والکلام فی
السجود اللغوی وان قلنا ہو الظاہر الا ان جمہور المفسرین اتفقوا
علی ان السجود الذی امروا بہ کان بوضع الجبہۃ علی الارض وان
ذہب البعض الی انہ کان لمجرد الایماء ولدلالۃ قولہ لسجود اخوۃ
یوسف علیہ السلام فانہ کان بوضع الجباہ لقولہ تعالی فی قصۃ

مرحہ بحر قولہ نہی [illegible] مقدم عند السلام وقع [illegible] قال یا رسول اللہ الرجل منا یلقی اخاہ او صدیقہ اینحنی لہ قال لا قال افیلتزمہ ویقبلہ قال لا قال افیاخذ بیدہ ویصافحہ قال نعم رواہ الترمذی [illegible] الافضل [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ [illegible]

قال تعالی وما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا [illegible] ابن عباس [illegible] الفضیل [illegible] بحر [illegible] السالکین [illegible] الطالبین ۱۲ صمصام

علیہ السلام وخروا لہ سجدا والخرور ھو السقوط علی الوجہ والذی علیہ
اکثر العلماء ان السجود بوضع الوجہ علی الارض علی وجہ التذلل
والتعظیم کان مباحا الی عصر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ
پھر بعد نقل بعض عبارات بعض کتب فتاوی وشروح وحواشی کے مجیب
لکھتا ہی الحاصل ان عبارات مرقومہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ انحنار بعض لبعض
حرام ہی اور مرتکب اسکا آثم ہے اقول بعد قطع نظر کے اس سے کہ اس نقل پر بدون
مقابلہ باصل منقول عنہ اعتماد نہین عبارات منقولہ مجیب سے حرمت انحنار
بعض لبعض علی الاطلاق ظاہر نہین ہوتی عبارت حاشیہ جمل سے اتنا معلوم
ہوتا ہے کہ انحنار جو پہلے بجائے سلام امم ماضیہ مین تحیۃ جاری تھا اور فرشتون نے
آدم علیہ السلام کو تحیۃ وتعظیما کیا تھا وہ بسلام باطل ہوا یعنے بجائے انحنار تحیت
کیواسطے شریعت محمدیہ مین سلام مقرر ہوا اس سے کہان معلوم ہوا کہ انحنار مطلقا
قصدی ضمنی تعظیمی غیر تعظیمی تقبیل راس کیواسطے ہو یا ہاتھ کے یا پاؤن کے
سب حرام ہی اور مرتکب آثم ہے اور عبارت تفسیر جلالین اور ثانی عبارت حاشیہ
جمل سے تو اتنا ہی ثابت ہوتا ہی کہ سجود کے معنے انحنار کے ہین حلت یا حرمت یا کراہت
انحنار کا تو اوسمین اصلا ذکر نہین ہے اور عالمگیری کی عبارت سے بشرط صحت
نقل اگرچہ یہہ بات ثابت ہے کہ انحنار بحد رکوع کوئی کسیکو نکرے مثل سجدہ کے مگر
اوسی کے آخر مین یہہ لکھا ہے ۔ ولاباس بما نقص من حد الرکوع لمن یکرم
من اہل الاسلام یعنے جو انحنار حد رکوع سے کم ہو اوسکا مضایقہ نہین
واسطے کسی بزرگ کے اہل اسلام سے اس سے بھی ثابت ہوا کہ انحنار مطلقا

حد رکوع تک پہنچا ہو یا اس سے کم ہو کسی کو جایز نہین حرام ہے جیسا کہ مجیب کہتا ہے
اور فتح المعین کی عبارت مین کراہت و حرمت دونون مذکور ہین اور اعانۃ الطالبین
کی عبارت مین قید عند السلام کی لکھی ہے انمین سے کسی سے ثابت نہوا کہ انحنا
مطلقاً حرام ہی جیسا مجیب دعوی کرتا ہے اور عالمگیری کی عبارت جو باب الردۃ
سے نقل کی ہی اوسمین یہہ لکھا ہی کہ انحنا رکفر نہین ہے حرمت و کراہت کا تو بالکل
اوسمین ذکر نہین ہی اور تحفہ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہی کہ انحنا رظہر مکروہ بھی ہی حرام
بھی ہی اور قال کثیرون حرام سے مراد کثرت فی نفسہ ہی نہ اضافی تا ثابت ہو کہ
طرف ثانی کم ہے کیونکہ صاحب تحفہ نے فتاوی فقہیہ مین صاف لکھدیا والانحناء
بالظہر مکروہ والقیام لمن ذکر سنۃ ھذا مذہبنا اگر حرمت کیطرف اکثر
ہوتے تو ہذا مذہبنا نہ کہتے کیونکہ جسطرف جمہور و اکثر ہوتے ہین وہی مذہب ہوتا ہی
اور علامہ فاضل المعی شیخ محمد بن سلیمان حسب اللہ مکی شافعیؒ نے حاشیہ مناسک
حج کبیر مین تحریر فرمایا ہی کہ معتمد قول یہی ہے کہ انحنا رمکروہ ہی اگرچہ حد رکوع تک پہنچ جاوے
اور قول بحرمت انحنا غیر معتمد ہے عبارت عربی اوسکی یہہ ہے ومثل الالصاق و
مابعدہ فی الکراھۃ الانحناء وان بلغ حد الرکوع واقبح منہ تقبیل الارض
مالم یقصد بالرکوع مثلا تعظیماً کتعظیم اللہ تعالی والاحرم بل ربما کان
کفرا وھذا ھو المعتمد خلافا لمن اطلق حرمۃ تقبیل الارض والانحناء
اذا بلغ حد الرکوع انتھی موضع الحاجۃ اور عبارت فتوی نووی سے کراہت
انحنا راس یعنی سر جھکانا ظاہر ہوتی ہی نہ حرمت اور واسطے صالح اور عالم و
شریف کے مندوبیت مگر شاید مجیب قبول نکرے کیونکہ اوسنے ترجمہ مین

وبیذب ذلك کے جو عبارت منقولہ تحفہ مین واقع ہی لکھا ہی اور مندوب ہے اہل علم
صلاح و شرف کے ہاتھ کو بوسہ دینا حالانکہ معنے اوسکے یہہ ہین کہ مندوب ہی اہل علم و
صلاح و شرف کے واسطے سر جھکانا اور سر اور ہاتھ اور پاؤن کو بوسہ دینا چنانچہ
محشی تحفہ لکھتا ہے دخل فیہ تقبیل الرجل وھو کذلك اھ سم یعنے اس مندوبیت
مین پانوٗن کو بوسہ دینا بھی داخل ہی اور وہ ایسا ہی ہی یعنے مندوب ہی اور حاشیہ
تحفہ کی عبارت سے بھی کراہت انحنا ظہر ظاہر ہوتی ہی الغرض عبارات منقولہ مرقومہ
سے ہرگز صاف ظاہر نہین کہ انحنا بعض لبعض علی الاطلاق حرام ہی جبکہ ادعو
مجیب کا یہہ حال تو اون روایتون کا ہی جو مجیب نے بحسب مطلب خود نقل کی
ہین اب ہم چند روائتین مخالف مطلب مجیب حاسد یہان پر نقل کرتے ہین تا معلوم
ہو کہ مسئلہ انحنا ما بین الفقہا مختلف فیہا ہی کما حققنا فی الجواب الفاصل
بین الحق والباطل عالمگیری مین لکھا ہی تجوز الخدمۃ لغیر اللہ بالقیام
واخذ الیدین والانحناء ولا یجوز السجود الا للہ انتھی اور فتاوی
حمادیہ مین فوائد الدرایہ شرح الھدایہ سے منقول ہی یجوز الخدمۃ لغیر اللہ
تعالی بالقیام واخذ الیدین والانحناء ولا یجوز السجود بالاجماع انتھی
اور شیخ حسب اللہ مکی شافعی حاشیہ مناسک حج مین لکھتے ہین ونقل بن علان
عن الرملی واقرہ عدم کراھۃ الانحناء وتقبیل الاعتاب عند قصد
التبرك والتعظیم ای لا کتعظیم اللہ اخذا مما تقدم وکالقبر الشریف
فی جمیع ذلك مشاھد الانبیاء والاولیاء انتھی ترجمہ جائز ہے خدمت
غیر اللہ ساتھ کھڑے رہنے اور دونون ہاتھ پکڑنے اور انحنا کے اور نہین

جائز ہے سجدہ سوا اللہ کے اور کسیکو ہو اور نقل کیا ابن علان نے رملی سے اور مقرر اور مسلم رکھا کہ مکروہ نہین ہے انحنار اور چومنا چوکھٹون کا وقت قصد تبرک اور تعظیم کے جو نحو مثل تعظیم اللہ کے جیسا پہلے معلوم ہوا اور مثل قبر شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیچ تمام مذکور کے مشاہد تمام انبیار اور اولیا مین انتہی اور احیار العلوم مین حجۃ الاسلام نے لکھا ہے فاما تقبیل الید والانحناء فی الخدمۃ فہو معصیۃ الاعند الخوف او لامام عادل او لعالم او لمن یستحق ذلک بامر دینی قبل ابی عبیدۃ ابن الجراح رضی اللہ عنہ ید علی کرم اللہ لما ان لقیہ بالشام فلم ینکر علیہ انتہی ترجمہ لیکن چومنا ہاتھ کا اور انحنار خدمت مین پس وہ معصیت ہے مگر وقت خوف کے یا واسطے امام عادل کے یا واسطے عالم کے یا جو مستحق ہو اوسکا بسبب کسی امر دینی کے ابو عبیدۃ ابن الجراح نے چوما ہاتھ علی کرم اللہ وجہہ کا جب ملاقات کی اونسے شام مین پس نہ انکار کیا انپر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اور بوارق محمدیہ لرجم الشیاطین النجدیہ مین جناب مولانا فضل رسول صاحب قدس سرہ درباب انحنار و بوسہ قبر و طواف قبر تحریر فرماتے ہین و کراہت این اشیار مختلف فیہ بین الفقہا و ہمچو امور باعث نکیر و تفرین بر مرتکبین ہم نمیتواند شد چہ جای تکفیر چراکہ بسیاری از اکابر تصریح بجواز آن کردہ اند گو نزد جماعتی رجحان بجانب عدم استحسان است و فقیر ہم ہمین مسلک سالک است انتہی۔ ترجمہ کراہت ان چیزونکے مابین فقہا مختلف فیہ ہے ایسے امور مختلف فیہا باعث انکار و تفرین کے کرنے والون پر بھی نہین ہو سکتے ہین تکفیر کی کیا جای ہے اسواسطے کہ بہت سے اکابر نے ساتھ جواز ان چیزون کے

تصریح کی ہے گو ایک جماعت کے نزدیک رجحان عدم استحسان کو ہے اور رفقیر کا بھی یہی
مسلک ہے انتہت اور صاحب فصل الخطاب لکھتے ہین کہ اس ملک ہندوستان
مین ترک انحنا منجر بطرف حرام ہے اور جو منجر بطرف حرام ہو وہ حرام ہے عبارت
انکی یہہ ہے بالجملہ انحنا بگردن بود یا بہ پشت مکروہ است و ترک انحنا اگرچہ سنت است
ولیکن درین دیار ہندوستان چون سبب ایذا مسلمانان بود منجر بہمیہ و غیبت
بلکہ بمنازعت و خصومت میگردد مردم بجز انحنا چارہ ندارند بموجب حدیث
شریف خالق الناس باخلاقھم پیش ہمسران بانحنا گردن و پیش بزرگان
بانحنا پشت وادار تسلیم پیش می آیند زیرا کہ ترک انحنا سنت بود و ایذا مسلم
حرام وکل ما یجر الی الحرام حرام از قواعد شریعت است کما فی
حکم القیام انتہے **قولہ** اور بدون انحناء کے بوسہ پاؤن کا غیر ممکن
سمجھکے الخ **اقول** مفتی صاحب کو غلط بولنے کی عادت ہو گئی ہے ہمنے پہلے کہدیا
کہ مفتی محمود غیر ممکن نہین سمجھتا ہے بلکہ مفتی حاسد پھر اسی غلط کو بار بار ذکر کرنے
سے کیا فائدہ مگر آدمی اپنی جبلت سے ناچار ہے۔ نیش کژدم نہ از پی کین است ؎
مقتضای طبیعتش این است۔ اگر مفتی حاسد سچا ہے تو دکھلاوے کہ مفتی
محمود کے فتوے مین کہان پر لکھا ہے کہ بدون انحنا کے پاؤن کا بوسہ لینا غیر
ممکن ہے والا غلط بولنے سے شرماوے اب اس تکرار قضیہ کاذبہ مین جو امر مد نظر
مفتی ہے وہ یہہ ہے کہ پہلے باعادۂ تکرار قضیہ کاذبہ ذہن نشین ناواقفین کردیا کہ
قدمبوسی کا بغیر انحنا کے غیر ممکن ہونا مسلمات خصم سے ہے پھر اوسپر او سپر کی
روایتین جنکا ذکر کیا گیا نقل کرکر یہہ بھی اونکے کان مین ڈالدیا کہ انحنا مطلقاً

حرام ہے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ قدمبوسی حرام ہے کیونکہ انحنا کو حرمت لازم ہے اور قدمبوسی کو انحنا لازم ہے
تو قدمبوسی کو حرمت لازم ہوئی لان لازم اللازم لازم اور جو فعل مستلزم حرمت ہو وہ بھی حرام ہے
تو پھر معلوم ہوا کہ قدمبوسی حرام ہے اور الزام تمام مگر مجیب خاطر جمع رکھے کہ اس چالاکی سے بعض عوام کم فہم اگرچہ
دام مین آجائینگے مگر اہل علم و فہم کے سامنے ہرگز پیش نہین جائیگی کیونکہ خصم کے نزدیک
دونون مقدمہ دلیل کے غیر مسلم مین پہلا مقدمہ تو جھوٹا ہے اور نسبت اوسکے خصم کی
طرف غلط ہے معلوم ہوچکا اور دوسرا مقدمہ بھی غلط ہے کیونکہ انحنا مطلقا حرام
نہین ہے کما مر اب اگر مجیب سچا ہے تو دو امر مین سے ایک کو ثابت کرے یا تو یہ ثابت کرے کہ ہر انحنا حرام
ہے بالاتفاق اور یا ثابت کرے کہ یہہ قدمبوسی جو زمین پر بیٹھکر ہاتھ پاؤن ٹیک کر بغیر
ناک و پیشانی لگانے کے ہو وہ حرام بالاتفاق ہے قرآن یا حدیث سے یا اجماع سے یا
بقول ایمہ دین و سلف صالحین بنقل صحیح از کتب معتبرہ مشہورہ مقبولہ **قولہ** مفتی
مذکور السوال نے جو بے ادبانہ کلام کیا ہے اور لکھا ہے الخ **اقول** مفتی مذکور نے
کہان بے ادبانہ کلام کیا ہے بعضے بے ادبون کی حکایت نقل کی ہے اور نقل کفر
کفر نباشد عبارت فتوی یہہ ہے جیسا کہ بعض نادان کہتے ہین کہ سر بزرگ کا زمین پر
رہے اور دونون پاؤن اونکے لیکر کھڑے کھڑے چومنا چاہئے تا انحنا نہو اس بیعقل
کو اتنا خیال نہین کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک صحابہ کرام نے اس
ہیئت بے تعظیمی کے ساتھ چومے ہونگے والعیاذ باللہ انتہی اب ناظرین منصفین
نظر کرین کہ مفتی نے بے ادبانہ کلام کیا ہے یا کسی بے ادب کا کلام نقل کیا ہے اور
اوسکی سرزنش کی ہے اور ایسے کلام کرنے سے خدا کے پاس پناہ بھی مانگی ہے یہہ کمال
ادب مفتی پر دال ہے مگر حاسد کی آنکھ پر حسد کا پردہ پڑا ہوا ہے اوسکو محاسن محسود

بھی قبایح نظر آتے ہین محسود اسمین ناچار ہے شعر گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ٭ چشمہ آفتاب را چہ گناہ **قولہ** ہوسکتا ہے کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی موضع بلند پر الخ **اقول** ایسے احتمالات جو ناشی بے دلیل ہون قابل اعتبار نہین خصوصا بے علم کم فہم کے احتمالات واہیہ جسکو عبارت عربی مین اتنا سلیقہ نہین کہ عبارت منقولہ کو منقول عنہ کیطرف صحیح صحیح منسوب کرے بدرجہ اولی معتبر نہین اب اگر سچا ہی تو ایک ہے احتمال کو احتمالات مذکورہ تراشیدہ اوہام باطلہ سے بقول ایک ہی عالم معتبر قابل الحجۃ ثابت کرے کہ فلان عالم مقبول نے یہہ احتمال فلان کتاب معتبر مین لکھا ہی والاخامہ فرسائی اور ہرزہ درائی سے کچھ کام نہین نکلتا ہی باانیہمہ اس احتمال بے دلیل کو جو واسطے احتراز کے انحنا سے وقت قدمبوسی کے کیا گیا ہے روایت مواہب لدنیہ نے بیخ و بن سے اوکھاڑ کر پھینکدیا اور وہ یہہ ہے ولما انصرف صلی اللہ علیہ وسلم عن اہل الطایف مر فی طریقہ بعتبۃ وشیبۃ ابنی ربیعۃ وہما فی حایط لہما فلما رأیاما لقی تحرکت لہ رحمہما فبعثا لہ مع عداس النصرانی غلامہما قطف عنب فلما وضع صلی اللہ علیہ وسلم یدہ فی القطف قال بسم اللہ ثم اکل فنظر عداس الی وجہہ ثم قال واللہ ان ہذا الکلام ما یقول اہل ہذہ البلدۃ فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ای البلاد انت وما دینک قال نصرانی من نینوی فقال صلی اللہ علیہ وسلم من قریۃ الرجل الصالح یونس بن متی فقال وما یدریک قال ذاک اخی وہو نبی مثلی فاکب عداس علی یدیہ وراسہ و

رجلیہ یقبلہا واسلم انتہی اور شیخ عبدالحق قدس سرہ اس روایت کے آخر ترجمہ مین لکھتے ہین پس عداس بر دست وپای مبارک بر روی افتاد وبوس کرد ومسلمان شد یعنے حضرت عداس آنحضرتؐ کے ہاتھ اور پاؤن پر اوندھے مونھ گر پڑے اور بوسہ دیا اور مسلمان ہوئے" اور اسی طرح خصوصیت کا دعوی بلا دلیل قبول نہین لان الخصوصیات لا تثبت بلا دلیل اور اگر یہہ مراد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک چومنے کی دولت خاص صحابہ کرام رضؓ کو میسر ہوئی تو مسلم ہے مگر ثبوت جواز مین اس سے کچھ ضرر نہین اور استدلال ائمہ دین میں جنھون نے فعل صحابہؓ سے جواز تقبیل اقدام صالحین علی العموم ثابت کیا ہے کچھ خلل نہین قال العلامۃ العینی بعد سوق الاحادیث المجوزۃ فعلم من مجموع ماذکرنا اباحۃ تقبیل الید والرجل والراس والکشح الخ **قولہ** دیکھیے مفتی مذکور نے الی قولہ ضرورت نہین **اقول** یہہ ہذیانات وخرافات مطلب سے بیگانہ شان علماء سے بعید منشار اسکا سوا وقاحت کے اور کیا کہنا چاہئے اگر مفتی محسود کیطرف سے کہا جاوے کہ تم نے بھی ایک ہیرجی کی رعایت سے ایسا دین وحیا کو چھوڑ دیا رشتہ تہذیب کو توڑ دیا کہ فعل مسنون پر حکم کفر وشرک کا دیا جماعت مسلمین مین تفرقہ ڈالا ہر ایک کو ایک دوسرے کی تکفیر وتفسیق پر دلیر کیا تو ہو سکتا ہے مگر ایسی باتین خدا حصین کو نصیب کرے **قولہ** دیگر یہہ کہ اختراع جو لکھا یہہ محض مفتی صاحب کی اختراع ہے کیونکہ تقبیل بحیئت مخصوصہ مذکورہ کے لا یجوز لکھنے والے کو مخترع سمجھہ کے لکھتے ہین کہ دین امانت الہی سے ہے الخ **اقول** مفتی صاحب تم کو اردو عبارت سمجھنے کا شعور نہین پھر عربی عبارت کا سمجھنا تو معلوم ہم تمکو سمجھاتے ہین اگر عقل ہے تو

سمجھہ لو مفتی محسود کے فتوے کا جو سوال ہے اوسمین عمرو سائل نے ظاہر کیا ہی کہ ہم نے
تسلیم کیا کہ قدمبوسی شرعاً جایز بلکہ مستحب ہی تو پھر مجیب کو نفس قدم بوسی کے جواز و عدم
جواز و کراہت و عدم کراہت سے بحث کرنے کی ضرورت نہ رہی اسی واسطے جواب
مین نفس قدمبوسی کا حکم نہین بیان کیا ہان ہیئت قدمبوسی سے سوال کیا ہی اسکا
جواب یہہ دیا کہ کوئی ہیئت خاصہ قدمبوسی کیواسطے شرعاً ثابت نہین ہے اور دین امانت
الہی ہے اسمین محض اپنی عقل سے کسی امر کا اختراع خیانت ہے ہرگز جایز نہین
یعنے مین اگر اپنی رائے سے کوئی ہیئت خاصہ نئی بنا کر سائل کو بتاؤن تو خیانت ہے
اس سے کہان سے سمجھا جاتا ہے کہ تقبیل بھیئت مخصوصہ مذکورہ کے لایجوز لکھنے والے کو
مخترع سمجھ کے لکھتے ہین الخ لایجوز لکھنے والے کا تو ذکر بھی نہین ہے اور ہیئت مذکورہ
کا تو ابتک جواب بھی مجیب نے نہین دیا ہی پھر اسکے بعد جواب دیگا اور سوال ہیئت
خاصہ مجوزہ سے ہی اختراع اوسمین ہونا چاہئے لایجوز لکھنے والے نے کسی صورت
کا اختراع نہین کیا تا اوسکو مخترع کہا جاوے اوسنے تو ایک صورت خاصہ مسئول
عنہا کو لایجوز کہا ہے اوسکا جواب اثبات جواز ہے نہ اختراع الغرض یہہ سب اتہام
ہے یا غلط فہمی و تغلیط عوام پھر اوسکا معارضہ بقول خود با وجودیکہ تقبیل مطلق الخ
کرنا صحیح نہین ہان اگر مجیب محسود یون کہتا کہ تقبیل مطلق عند الکل جایز ہے تو البتہ
تمھارا کہنا بطور معارضہ صحیح ہوتا کہ تقبیل مطلق عند بعض العلما ناجایز ہی مگر مجیب نے تو تقبیل کا کچھ
جواب ہی نہین دیا اور نہ اوسپر جواب دینا واجب تہا کما ذکرنا اب اگر آپ یون کہین کہ ہیئت خاصہ عند بعض العلما
المعتبرین قدمبوسی کے واسطے ثابت ہے تو البتہ معارضہ صحیح ہوگا مگر دعوی بلا دلیل
مسموع نہین پھر مجیب حاسد لکھتا ہے بس جب بے دلیل لکھا ہی بے دلیل کسطرح ہوا الخ

یہہ عجب بات ہی جسکا سر نہ پاؤن دلیل مطلوب ہے ہیئت خاصہ جایزہ پر اور پیش کرتا
ہے روایت کراہت تقبیل مطلق وہی مثل ہے سوال از آسمان جواب از ریسمان تسپر
یہہ روایت کراہت تقبیل عند البعض مثبت ہیئت خاصہ مجوزہ بھی نہین تا کچھہ فائدہ
مجیب کو ہوتا ہان علی الاطلاق جمیع ہیات متصورہ تقبیل راس دید ورجل وغیرہ
کی کراہت پر التزاماً دال ہی اسمین وہ ہیئت مجوزہ تراشیدہ واہمہ مجیب جسمین
انحنا روانخفاض نصوبھی داخل ہی مجیب کو چاہئے تھا کہ بموجب اس روایت کے
جمیع انواع تقبیل پر علی الاطلاق جس ہیئت پر ہو حرمت کا فتوی دیتا کیونکہ کراہت کے معنی
اوسکے نزدیک حرمت کے ہین اور سب جھگڑے سے چھوٹ جاتا گو جمہور کے خلاف ہوتا
مولوی عبدالحی صاحب غایۃ المقال مین لکھتے ہین وذکر جمہور ائمتنا
الحنیفۃ انہ لا باس بتقبیل ید العالم للتبرک والسلطان العادل
لا لغیرھما ان لم یقصد تعظیم اسلامہ وکذا لا باس بتقبیل الرجل
الرجل علی وجہ البر والمودۃ انتھی **قولہ** جناب امام ابو حنیفہ ومحمد
رحمہما اللہ تعالی کے نزدیک مطلق تقبیل حرام ہے چنانچہ ہدایہ مین الخ **اقول** مجیب
نے شاید سچ بولنے سے قسم کھائی ہی جو روایت نقل کی ہے اوسمین تقبیل مطلقاً
سر ہاتھہ پاؤن کو مکروہ لکھا ہے یہہ عوام کو دھوکھا دینے کو لکھتا ہے مطلق تقبیل حرام
ہے اگر سچ لکھدیتا کہ تقبیل مطلقاً مکروہ ہے یا مکروہ تحریمی ہے تو کیا حرج تھا
اب روایت کراہت کا حال جو ہدایہ مین سے مجیب نے نقل کی ہے سن لینا
چاہیئے اور معلوم کرلینا چاہئے کہ مفتی مثل حاطب اللیل کے جو رطب و یابس پاتا ہے بلا تحقیق و تفتیش قلم
سے گھسیٹا چلا جاتا ہے اور تحقیق نصیب دشمنان وہ تحقیق ہی کہ امام اعظم ابو حنیفہ

متفرع ہو کر دیکھ لو کہ ان تقبیل الرجل فم الرجل او یدہ او شیئا منہ او معانقہ ۱۲ وذکر الطحاوی ان ھذا قول ابی حنیفہ ومحمد ۱۲ اور اسی طرح مولانا الامام محمد بن الحسن الشیبانی نے جامع الصغیر مین لکھا ہے اور یہہ ظاہر ہے کہ فتوی متون پر ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول عبادات مین مفتی بہ ہے بہرحال تقبیل امام اعظم ومحمد رحمہما اللہ تعالی کے نزدیک حرام ثابت ہوا ۱۲ مصحح

رحمہ اللہ کے نزدیک تقبیل علی وجہ الشہوۃ مکروہ ہے نہ علی وجہ البر والکرامۃ اور تقبیل علی وجہ البر والکرامۃ بالاتفاق جایز ہے چنانچہ درمختار مین لکھا ہے وکرہ تحریما قہستانی تقبیل الرجل فم الرجل اویدہ اوشیئا منہ وکذا تقبیل المرأۃ المراۃ عند لقاء اووداع قنیہ وھذا لو عن شہوۃ واما علی وجہ البر فجایز عند الکل خانیہ وفی الاختیار عن بعضہم لاباس بہ اذا قصد البر وامن الشہوۃ کتقبیل وجہ فقیہ ونحوہ وکذا معانقتہ فی ازار واحد وقال ابو یوسف لاباس بالتقبیل والمعانقۃ فی ازار واحد ولوکان علیہ قمیص اوجبۃ جاز بلا کراھۃ بالاجماع وصححہ فی الھدایۃ وعلیہ المتون وفی الحقایق لو القبلۃ علی وجہ المبرۃ دون الشہوۃ جاز بالاجماع انتھی جب ثابت ہوا کہ چومنا بطور بر و کرامت بالاتفاق جایز ہے تو پھر اسکا ذکر کرنا کہ فتوی متون پر ہے اور فتوی عبادات مین امام اعظم رحمہ اللہ کے قول پر ہے لغو و بیفایدہ ہے کما لایخفی علی الفطن اسی طرح یہہ کہنا مجیب کا کہ بہرحال بقول امام اعظم و محمد رحمہما اللہ تعالی حرام ثابت ہوا لغو اور بالاتفاق حلال ثابت ہوا **قولہ** اسیطرح مالک کے نزدیک بھی لایجوز ہے چنانچہ کتاب المدخل الخ **اقول** باوجودیکہ قول ایک مذہب کے امام کا دوسرے مذہب والے پر حجت نہین انکار امام مالک رحمہ اللہ محمول ہے فخر و تکبر پر علامہ قسطلانی لکھتے ہین حملوا انکار مالک لہ علی ما اذا کان علی وجہ التکبر فانکان لزھد وصلاح اوعلم اوشرف فجایز بل مستحب انتھی یعنے انکار امام مالک کا تقبیل سے علماء کے نزدیک

محمول اس تقبیل پر ہے جو بوجہ تکبر ہو بس اگر ہے واسطے زہد و صلاح اور علم یا شرف کے تو جایز بلکہ مستحب ہے اور علامہ تلمسانی مالکی فتح المتعال مین لکھتے ہین وقد عن لی ان اشیر الی بعض ما قیل فی تقبیل الاشیاء المعظمة فاقول مذہب کثیر من العلماء وخصوصاً المالکیة الکراهة فی غیر ما ورد به الشرع کتقبیل الحجر الاسود ولذا قال بعض الایمة عند تکلمه علی تقبیل الحجر الاسود وقول عمر رضی اللہ عنه انی اعلم انك حجر لا تضر ولا تنفع ولولا انی رایت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقبلك ما قبلتك ما نصه وفیه کراهة تقبیل ما لم یرد الشرع بتقبیله من الاحجار وغیرها انتھی قید ما لم یرد الشرع بتقبیله سے معلوم ہوا کہ ید و رجل کا چومنا اکثر مالکیہ کے نزدیک جایز ہے کیونکہ مما ورد به الشرع مین سے ہے تس پر اس استدلال مین جو بعض علمار نے بقول حضرت عمر رضی اللہ عنه کراہت پر کیا ہے کلام ہے مولوی عبد الحی صاحب نے غایة المقال مین بعد نقل عبارت مذکورہ فتح المتعال بالاختصار و سوق سند حدیث حضرت عمر و ابی بکر رضی اللہ عنہما لکہا ہے فقول عمر لولا انی رایت رسول اللہ صلی اللہ علیه وعلی اله وسلم یقبلك ما قبلتك وکذا قول ابی بکر لو صحت روایته یدل علی عدم مشروعية تقبیل ما لم یرد به تقبیله عن صاحب الشرع لا علی کراهته فانه لا یلزم من عدم التقبیل کراهته لاحتمال ان یکون مباحاً انتھی اور علامہ ابن حجر نے فتاوی مین انکار امام مالک رحمہ اللہ نقل کر کے فرمایا والحق انه سنة حق یہہ ہے کہ

ہاتھ کا چومنا سنت ہے چنانچہ لکھتے ہین وانکر مالك تقبیل الید وما ورد فیہ والحق انہ سنة لما رواہ الترمذی الخ اسکے بعد احادیث مجوزہ تقبیل ید ورجل کو نقل کیا من شاء فلیرجع الیہا **قولہ** اوراس روایت معتبر سے یہہ بھی ظاہر ہوا کہ جو شخص ارادہ رکھے اور پسند کرے اس بات کو الخ **اقول** اس سے یہان کیا فائدہ متنازع فیہ نفس تقبیل ہے نہ پسند کرنا والفرق بینہما ظاہر **قولہ** الغرض ایسے امر کو بلا دلیل کہنا نہایت شوخی اور بیباکی ہے اختراع جب ثابت ہوتا کہ مخالفت مین اسکی کوئی نظیر ہوتی اور کسی کا قول لایجوز ہوتا **اقول** مجیب عجب شوخ چشم بے باک ہے مجیب محمود نفی کرتا ہے ہیئت خاصہ کی دلیل کی جسکا سوال سائل نے کیا ہے اور کہتا ہے کوئی ہیئت مخصوصہ واسطے تقبیل کے شرعاً پائی نہین جاتی اپنے طرف سے کسی ہیئت کے ساتھ تقبیل کو خاص کرنا اختراع ہے چاہیے تھا کہ کوئی دلیل اگرچہ ایک ہی روایت معتبرہ ہو پیش کرتا جس سے ثابت ہوتا کہ اس ہیئت خاصہ کے سوا اور کسی ہیئت پر پاؤن چومنا جایز نہین پھر جو کہنا تھا کہتا یہہ تو نصیب نہوا ادہر ادہر کی روایتین مطلب سے بیگانہ بلا تحقیق وتفتیش کما ذکرنا پیش کر کے زبان درازی شروع کر دی ولا عجب فان الانسان اذا عجز طول اللسان **قولہ** بلکہ قطع نظر تقبیل بھیئت مخصوصہ متنازعہ فیہا اس طرح کی تقبیل کہ ہر وقت عند الملاقات کرنے مین اگرچہ بلا انحنا ہو خفض ہووے بحکم مذہب شافعی مکروہ ہے اور خاص قادم من السفر کے لیے مسنون ہے چنانچہ **اقول** روایات مستشہد بہا مین انحنا اور عدم انحنا اور ہر وقت کا کچھ ذکر نہین یہہ فقط مجیب کا حاشیہ ہے اور خصوصیت

کی قید حاشیہ پر حاشیہ ہے تحفہ کی عبارت سے مسنونیت تقبیل و معانقہ واسطے قادم
کے ثابت ہوتی ہے اس سے یہہ نہین لازم آتا کہ غیر قادم کے تقبیل کسی وجہ سے
جایز نہین مکروہ ہے کیونکہ عدم مسنونیت مستلزم عدم جواز نہین تسیر عدم الذکر
لایستلزم عدم الشئ وکذا ذکر الشئ لایستلزم نفی الحکم عن
غیرہ علی الاطلاق طرفہ یہہ کہ خود فتاوی ابن حجر سے مسنونیت تقبیل راس
وید ورجل عالم وصالح وغیرہما کو بلا قید قدوم از سفر آیندہ نقل کیا ہے اور یہان
کہتا ہے کہ خاص قادم من السفر کے لئے مسنون ہے اور حاشیہ تحفہ مین جو
کراہت تقبیل و معانقہ غیر قادم منقول ہے تنزیہی ہے کیونکہ محشی تحفہ ناقل ہے
روقص مع الشرح سے اور وہ ناقل ہے اذکار سے اور اذکار مین مکروہ تنزیہی
لکہا ہے اور یہہ عبارت جو اذکار سے منقول ہے مختصر ہے ہم پوری عبارت اذکار
کی آپ کو نقل کر کے دکہلاتے ہین تا آپ کی تشفی کما ینبغی ہو جاوے قال النووی
فی الاذکار واما المعانقۃ وتقبیل الوجہ لغیر الطفل ولغیر القادم
من سفر ونحوہ فمکروھان نص علی کراھتھما ابو محمد البغوي وغیرہ
من اصحابنا ویدل علی الکراھۃ ماروینا فی کتابی الترمذي و
ابن ماجۃ عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رجل یا رسول اللہ الرجل منا
یلقی اخاہ او صدیقہ اینحنی لہ قال لا قال افیلتزمہ ویقبلہ قال لا قال
افیأخذ بیدہ ویصافحہ قال نعم قال الترمذي حدیث حسن قلت و
ھذا الذي ذکرناہ فی التقبیل والمعانقۃ وانہ لا باس بہ عند القدوم
من سفر ونحوہ ومکروہ کراھۃ تنزیہ فی غیرہ ھو فی غیر الامرد الحسن الوجہ

واما الامرد الحسن الوجہ فیحرم بکل حال تقبیلہ سواء قدم من سفر ام لا والظاھر ان معانقتہ کتقبیلہ او قریبۃ من تقبیلہ ولا فرق فی ھذا بین ان یکون المقبل والمقبل رجلین صالحین او فاسقین او احد ھما صالحا فالجمیع سواء انتھی موضع الحاجۃ اس عبارت اذکار سے اہل علم و فہم پر بخوبی ظاہر ہے کہ کراہت تقبیل وجہ و معانقہ غیر قادم و نحوہ تنزیہی ہے اور علامہ طیبی نے بھی شرح مشکاۃ مین تصریح کی کہ یہہ کراہت تنزیہی ہو چنانچہ فرمایا المعانقۃ وتقبیل الوجہ لغیر القادم من السفر ونحوہ مکروھان صرح بہ البغوی وغیرہ للحدیث الصحیح فی النھی عنھما کراھۃ تنزیہا انتھی اور کراہت تنزیہی بتصریح علما بمعنے خلاف اولے منافی جواز نہین کما لا یخفی علی الحافظ لکلام الفقہاء اور تعمیم مابین صالح و فاسق بنظر تقبیل وجہ و معانقہ ہو نہ مطلقا والا کلام امام نووی مین تناقض لازم آتا ہے کیونکہ انھون نے اسکے پہلے کی فصل مین لکھا ہے اذا اراد تقبیل ید غیرہ ان کان ذلک لزھدہ وصلاحہ او علمہ وصیانتہ او نحو ذلک من الامور الدینیۃ لم یکرہ بل یستحب انتھی اس سے صراحۃ معلوم ہوا کہ چومنا ہاتھ زاہد صالح و نحوہ کا مستحب ہے و یجب قبول مجیب مکروہ و بینہما تناف لا یخفی اور عبارت محشی تحفہ سے ثابت ہوتا ہے کہ تعمیم بہ نسبت تقبیل وجہ قادم ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے قولہ تقبیل قادم ای وجھہ صالحا ام لا ام اسنی ۱۲ مطلب اسکا یہہ ہے کہ سفر سے آنیوالا خواہ صالح ہو خواہ غیر صالح اوسکا منہ چومنا سنت ہے اور قید وجہ سے جو عبارت

اذکار امام نووی اور محشی تحفہ مین موجود ہی بطریق مفہوم مفہوم ہوتا ہی کہ تقبیل غیر وجہ غیر قادم مکروہ تنزیہی بھی نہین اور مفہوم مخالف نزدیک ائمہ شافعیہ کے معتبر ہے کما فی الاصول عبارت اذکار یہہ ہے لاباس بتقبیل وجہ المیت الصالح للتبرک ولا تقبیل الرجل وجہ صاحبہ اذا قدم من سفر ونحوہ ۱۲ اور نحوہ کیطرف اگر خیال کیا جاوے تو یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ غائب اگر غیر حد سفر سے آوے تو اوسکا بھی موبنہ چومنا اور معانقہ کرنا مکروہ نہین بلکہ جایز و مسنون ہی معہذا فصل اول مین استحباب تقبیل ید زاہد و صالح و عالم وغیرہم کا اثبات اُن احادیث کے ساتھ کیا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اور پانوُن مبارک چومنے مین وارد ہین جنہین مجیب باجتہاد خود زاعم خصوصیت اور لزوم تجہیل ائمہ دین سی بیباک ہے اون احادیث مستدل بہا مین ذکر قادم سفر نہین ہے اسی واسطے امام نووی نے اہل صلاح و علم وغیرہما کا ہاتھ چومنا مطلقا مستحب لکھا بغیر قید قدوم سفر کے اور فصل ثانی مین واسطے جواز تقبیل وجہ قادم کے حدیث زید بن حارثہ کو جو سفر سے آئے تھے اور آپ نے اونسے معانقہ کیا تھا اور اونکا بوسہ لیا تھا نقل کیا ہے اور واسطے کراہت غیر قادم کے حدیث انس رض عنہ کو ذکر کیا ہے وقد نقلناہ ان دونون فصل کی حدیثون سے اور امام نووی کے استدلال سے یہہ ثابت ہوا کہ اہل زہد و صلاح و علم و شرف ونحوہم اور قادم سفر ونحوہ مستثنیٰ اہین حدیث دال علی الکراہۃ سے بشہادت احادیث دیگر منقولہ امام نووی معارضہ حدیث دال علی الکراہۃ مجیب بے سمجھ کہتا ہے تقبیل کے واسطے قدوم از سفر شرط ہے اور نبے قدوم از سفر تقبیل مطلقا مکروہ ہے اور

مصداق فرمودہ خود خود بنتا ہے شعر گر ہمین مکتب است واین ملا ہٗ کار طفلان
تمام خواہد شد۔ علاوہ برین علما حنفیہ رحمہم اللہ کے نزدیک قدوم من السفر
شرط نہین ہے واسطے معانقہ کے بلکہ مطلقاً جائز ہے حدیقہ شرح طریقہ
مین لکھا ہے والقدوم من السفر لیس بشرط فی المعانقۃ الاتری ان
اباذر رضی اللہ عنہ قال بعث الیّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ذات یوم ولم اکن فی اهلی فجئت فاخبرت انه ارسل فاتیته و
هو علی سریره فالتزمنی ذکره فی الترغیب والالتزام الاعتناق
کذا فی الصحاح انتهی اب اور ذرا بغور ملاحظہ فرمایئے بحسب فہم رسا آپ
کے اگر تقبیل مطلقاً واسطے غیر قادم کے مکروہ ہے اور ہر تقبیل کے واسطے قدوم
از سفر شرط ہے تو امام نووی نے واسطے زہد و صلاح ونحوہما کے ایک فصل
علیحدہ کیون منعقد کی اور کیون لکھا مستحب ہے تقبیل ید مذکورین مطلقاً بلا قید
قدوم اور کیون نہ کہا اذا قدموا من السفر اور کیون تطویل لاطائل کو اختیار
کیا ویکرہ لغیر القادم من السفر مطلقا کہدینا کافی تھا پھر تقبیل سر و
ہاتھ و پاؤن صاحب ولایت جیسے قاضی اور مرجوا الخیر والشر کو بھی مندوب لکھا
ہے آپ کے نزدیک یہہ لوگ بھی جب سفر سے آوین تو ہاتھ وغیرہ انکا چومنا چاہیئے
یا مطلقاً اگر قید سفر ان مین بھی ہے تو قید ولایت اور رجاء خیر و خوف شر ضائع
ہے کیونکہ تقبیل قادم بغیر ان قیود کے جائز ہے بلکہ سنت ہے اور اگر مطلقاً جائز
ہے تو پھر تمہارا کہنا قدوم شرط ہے اور تقبیل غیر قادم مطلقاً مکروہ ہے صریح غلط و
دعوی بے دلیل اسی طرح حال علم و شرف و ولادت وغیرہ کا ہے قال العلامۃ

الرملي الشافعي فی النھایۃ وحنی الظھر مکروہ وکذا بالراس وتقبیل نحو راس اوید اورجل کذالک ویندوب ذالک لنحو علم او صلاح اوشرف او ولادۃ اونسب او ولایۃ مصحوبۃ بصیانۃ قال ابن عبد السلام اولمن یرجیٰ خیرہ او یخاف شرہ ولو کافرا خشی منہ ضررًا لایحتمل عادۃ ویکون علی جھۃ البر والاکرام لا الریاء والاعظام ۱۲ شاید جناب مجیب بحسب مذہب خود یہاں بھی کہدینگے کہ جسکے شر کا بالفعل خوف ہو جب وہ سفر سے آوے تو اوسکے ہاتھ کا چومنا درست ہے والا مکروہ اسی طرح مرجو الخیر کے جب بحسب تفسیر محشی تحفہ مراد استادت ومعلم ہے ہاتھ بغیر قدوم از سفر بحسب مذہب مجیب کسی وقت نہ چومنا چاہئے غالبًا مجیب اپنے اساتذہ کے ساتھ یہی معاملہ رکھتا ہوگا اور بخوف وقوع در کراہت کبھی ہاتھ نہ چومتا ہوگا اور اسارت ادب کا تو خیال نہ ہوگا گو خلاف فرمان اہل ایقان وعرفان ہو شعر بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد۔ اور عبارت فتاوی فقہیہ سے اہل علم پر صاف ظاہر ہے کہ مصافحہ واسطے قادم کے سنت ہے اور اسی طرح سنت ہے چومنا ہاتھ اور پاؤں اور سر عالم اور صالح اور ذی شرف ونسب اور اونکے مثل کا الخ اسمین کہاں سے سمجھا گیا کہ قدوم از سفر واسطے تقبیل ید ورجل وراس عالم وصالح وامثالہا کے شرط ہے بلا قدوم از سفر کبھی جائز نہیں بلکہ مسنونیت مصافحہ قادم سے واسطے غیر قادم کے عدم جواز مصافحہ بھی نہیں ثابت ہوتا کیونکہ عدم مسنونیت مستلزم عدم جواز نہیں اور امام نووی نے اذکار مین

صاف لکھدیا کہ مصافحہ سر ملاقات کیواسطے سنت ہے مطلقاً قال فیہ فصل
فی المصافحۃ اعلم انھا سنۃ مجمع علیھا عند التلاقی پھر بعد ذکر
احادیث مصافحہ کے لکھا ہے واعلم ان ھذہ المصافحۃ مستحبۃ عند
کل لقاء واما ما اعتادہ الناس من المصافحۃ بعد صلٰوتی الصبح
والعصر فلا اصل له فی الشرع علی ھذا الوجہ ولکن لاباس بہ
فان اصل المصافحۃ سنۃ وکونھم حافظوا علیھا فی بعض الاحوال
وفرطوا فیھا فی کثیر من الاحوال او اکثرھا لا یخرج ذلک البعض
عن کونہ من المصافحۃ التی ورد الشرع باصلھا انتھی یہہ حال
تو مصافحہ کا ہے جو بقید قادم فتوی ابن حجر مین مرقوم ہے اور تقبیل مین تو اصلا
ذکر قادم نہین ہے اور معلوم رہے کہ اس قادم سے قادم از سفر مراد نہین بلکہ
ہر آنے والا جیسا کہ اُنکی عبارت آیندہ سے ظاہر ہے اور وہ یہہ ہے المصافحۃ
المعتادۃ بعد الصلوٰۃ بدعۃ الا لقادم لم یجتمع بمن صافحہ
قبل الصلوٰۃ یعنے مصافحہ کرنے کی جو عادت ہے بعد نماز کے یہہ بدعت
ہے مگر جو شخص نماز کے واسطے آیا ہو اور جسکے ساتھ مصافحہ بعد نماز کے کیا
اوس سے نماز کے پہلے نہ ملا ہو تو اوسکے واسطے بدعت نہین ہے ۱۲ اب ہم فتاوی
ابن حجر کی عبارت مع سوال وجواب بعینہا یہان پر نقل کرتے ہین اور پھر اوسکے
معنے ومطلب کو بیان کردیتے ہین تا ناظرین پرصیب کی خوش فہمی واستعداد
علمی بخوبی ظاہر ہوجاوے سئل ما حکم المصافحۃ وتقبیل الید
والرجل والراس والانحناء بالظھر والقیام فاجاب بقولہ

المصافحة للقادم سنة وكذا تقبيل ما ذكر من نحو عالم وصالح و شريف نسب والانحناء بالظهر مكروه والقيام لمن ذكر سنة هذا مذهبنا انتهى موضع الحاجة اسکے ترجمہ مین مجیب لکھتا ہو مصافحہ کرنا اوسکے ساتھ جو سفر سے آیا ہو سنت ہے اور اسی طرح بوسہ دینا عالم وصالح و شریف نسب کو اور پشت خم کرنا مکروہ ہے اور قیام کرنا ان مذکورین کے لئے سنت ہے یہہ ہمارا مذہب ہے ۱۲ اسمین معنی قادم کے سفر سے آنے والے کے لکھی ہین یہہ انکی خوش فہمی ہے ہمنے پہلے لکھدیا کہ معنے اسکے مطلق آنے والے کے ہین سفر سے ہو یا غیر سفر سے جیساکہ ابن حجر کی عبارت آیندہ مذکورہ سے ظاہر ہو اور امام نووی کے فرمانے سے کہ مصافحہ ہر ملاقات کے واسطے مستحب ہے بھی یہی ظاہر ہے اور بوسہ دینا عالم وصالح وشریف نسب کو لکھا ہے اور ما ذکر کے معنے چھوڑ دیے معنے اسکے یہہ ہین کہ وہ جو سائل کے سوال مین ذکر کیا گیا ہے ہاتھ اور پاؤن اور سر کا ان سب کا چومنا اگر عالم وصالح وشریف ہو تو سنت ہے مجیب نے ترجمہ مین صراحۃ لفظ سنت نہین لکھا اور ترجمہ اس ڈھب سے کیا کہ عوام دہوکھا کھاوین اور سمجھین کہ تقبیل ہاتھ اور پاؤن اور سر بھی مکروہ ہے اور تحقیق اس کلام ابن حجر کی یہہ ہے کہ کذا مین کاف تشبیہ کا ہے اور ذا اسم اشارہ ہے اور مشار الیہ مصافحہ ہے جو مشبہ بہ ہے اور مشبہ تقبیل ما ذکر ہے اور وجہ شبہ حکم ہے اور وہ مسنونیت ہے مطلب یہہ ہوا کہ تقبیل ما ذکر یعنے چومنا ہاتھ پاؤن سر عالم ومثلہ کا مثل مصافحہ کے ہے سنت ہو نہین یعنے دونون سنت ہین

قولہ پس مفتی مذکور کی خیانت دیکھئے کہ تقبیل کو بہر حال ہر کیفیت ہر ہیئت

کیساتھ جائز رکھتا ہے اور جو ہیات کہ مستلزم حرام یا کفر ہین اونکو مستثنی نہین کرتا ہے الی آخر سفواتہ **اقول** مفتی حاسد ہیئت کے معنے نہین سمجھتا ہے بہر حال کا لفظ اپنی طرف سے بڑھاتا ہے تسیر تماشا یہہ کہ غیر کو خاین کہتا ہے مثل مشہور ہے اولٹا چور کوتوال کو ڈانٹے بھلے آدمی ہیت کے معنے لغۃً شکل کے ہین اور اصطلاحاً ہو الشکل الحاصل للجسم باحاطۃ حد او حدود پھر بعد قطع نظر تحقیق سابق سے اگر مجیب کا یہ قول تسلیم کیا جاوے کہ تقبیل غیر قادم مطلقاً مکروہ ہے تو اوسکو اثبات ہیت خاصہ مین کیا دخل ہے کیا کرہ کا مضلع ہوگیا یا مضلع کا کرہ اور قیام کا قعود اور قعود کا قیام بن گیا ہیت مین اب تک وہی کلام مجیب محسود صحیح سالم باقی ہے کوئی خاص ہیت واسطے قدم بوسی کے ثابت نہین ہوئی جس سے سائل سوال کرتا ہے ایک روایت ضعیفہ مرجوحہ مردودہ تو پیش کرنا تھا جس سے معلوم ہوتا کہ اس ہیت خاصہ کے سوا سب ہیات قدمبوسی مکروہ یا محرمہ ہین مکفرہ تو درکنار سوا اس غلط کے جو آئیندہ لکھا ہے کہ وہین رکھنے سے بھی بقول امام اعظم ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سجدہ صادق آتا ہے چلو ہمارا تمھارا اسی پر فیصلہ ثابت کردو کسی کتاب معتبر سے کہ وجہ کے معنے دہن کے ہین جو عبارت ہے اُس جائے خاص سے جسکی ابتدا ہونٹھون سے ہے اور داخل اسکے زبان و دانت وغیرہ مین اب بتلائے کہ کونسی ہیت محرمہ یا مکفرہ آپکی ہے جسکو مجیب محسود نے مستثنی نہین کیا اور قادم من السفر کا جواب تو دندان شکن بتحقیق تمام ہم آپ کو دے چکے سب سے بڑھکر مذمت مین سجدہ ہے وہ بھی غیر خدا کو مطلقاً کفر نہین ہے بطور عبادت کفر ہے اور وہ بغیر نیۃ الی

زمین پر رکھنے کے متحقق نہین ہوتا ہے اور تقبیل کو پیشانی رکھنے کے کچھ ضرورت
نہین بلکہ پیشانی رکھنا تقبیل نہین ہے اسکو تقبیل کہنا غلط ہے تقبیل بجز ہونٹھون کے
ہو ہی نہین سکتی پھر جو پیشانی غیر خدا کے واسطے زمین پر رکھیگا وہ ساجد ہے
غیر خدا کو بحسب نیت کافر ہو یا فاسق اوسکو تقبیل سے کیا علاقہ جسکے سبب سے
مجیب حاسد مسلمانون کو کافر بناتا ہے اور مسلمانون کو تقبیل کا نام سجدہ رکھکر دہوکھا
دینا اور وبال اپنی گردن پر لینا اسپر علاوہ **قولہ** اور مفتی صاحب کا کلام
باہم متنافی و متناقض ہے اسلئے کہ فرماتے ہین کہ قدمبوسی کسی شرط واحد
کے ساتھ مخصوص نہین ہے اور ہر ہیئت سے درست ہے جس ہیئت سے چاہے
چومے اور اسمین یہہ ہیئت کذائیہ بھی شامل ہے **اقول** اس بیڈھنگی عبارت کا
قدمبوسی سے لیکر آخر تک مجیب محمود کے جواب مین بعینہا کہین وجود نہین مجیب
نے ادہر اودہر سے چنکر خود بنائی ہے اور مجیب محمود کیطرف غلط نسبت کر دی
کہ وہ فرماتے ہین ہان مجیب محمود نے اپنے جواب مین یون لکھا ہے جو امر شارع
سے علی الاطلاق ثابت ہوا اور کسی ہیئت اور کیفیت کے ساتھ مخصوص یا کسی
شرط کے ساتھ مشروط و محدود نہین آیا اوسکو مکلف جسطرح ادا کریگا جائز واقع
ہوگا انتہی اسمین کہان ہے کہ قدمبوسی کسی شرط واحد کے ساتھ مخصوص
نہین ہے اور اسمین یہہ ہیئت کذائیہ بھی شامل ہے اور آئندہ بعد نقل عبارت
ہدایۃ النجدین لکھا ہے اسمین یہہ ہیئت کذائیہ مسئول عنہا بھی داخل ہے مجیب
حاسد نے داخل کا شامل بنایا اور عبارت کو بیڈھنگا کیا حاصل مطلب عبارت
مجیب محمود کا یہہ ہے کہ جو امر مشروع مخصوص بہیئت یا مشروط بشرط و محدود

بجد ثابت ہوا وسمین رعایت امور مذکورہ ضرور ہے اور جو نصبین اوسمین نہین یہہ
کب شامل ہے سجدہ اور ہیئت غیر تعظیمی کو کیا سجدہ اور ہیئت غیر تعظیمی امر مشروع
ہے تا اوسکو شامل ہو اور ہیئت کذائیہ مسئول عنہا فرد تقبیل ہے اور تقبیل امر مشروع
ہے اسواسطے اوس مطلق مین داخل ہے پھر اپنی گڑہی ہوئی عبارت کا بھی
خیال نہین رکھتا اوسمین پہلے ہی لفظ قدمبوسی موجود ہے کیا سجدہ فرد قدمبوسی
ہے اور وہ اسکی نوع ہے تا اوسکو شامل ہو قد ذکرنا الفرق بینھما فتذکر
عوام کے بہکانیکے واسطے کہدیا مفتی صاحب کا کلام باہم متنافی و متناقض
ہے متنافی متناقض کے معنی بھی معلوم ہین یا فقط کسی سے سن لیا اور لکھدیا
اگر معنے معلوم ہوتے تو ایسا نہین لکھتا پھر لکھتا ہے اور اس سے یہہ بھی پایا جاتا
ہے کہ جو نسبت سجدہ غیر تعظیمی کی طرف وہابیہ کے کی ہے وہ مولوی صاحب کی
طرف بھی الی آخر الخرافات **اقول** سجدہ غیر تعظیمی کے کب نسبت وہابیہ
کیطرف کی ہے ہیئت قدمبوسی غیر تعظیمی کی نسبت وہابیہ کیطرف کی ہو تسپر سجدہ غیر
تعظیمی فی نفسہا صحیح بھی نہین کیونکہ سجدہ بر مذہب جمہور دو قسم پر ہے ایک سجدہ
تحیت جس سے تعظیم لتعظیم اللہ مقصود نہو دوسرا سجدہ عبادت جس سے
مقصود تعظیم لتعظیم اللہ ہو اول غیر اللہ کو حرام اور ثانی کفر اب بتاؤ سجدہ غیر
تعظیمی کونسا ہے **قولہ** اور عموم مطلق کے اثبات مین جو دلیل لائے ہین
کہ اعرابی نے قدم مبارک رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم چوما اور آپ نے کوئی
ہیئت خاصہ کے ساتھ چومنے کے لئے اوسکو نہین فرمایا اس سے تقبیل مطلق
ثابت ہوتی ہے ہم لکھتے ہین کیا ایک ہیئت مخصوصہ ان ہیئات سے ہوگی کہ

جنکو ہم جایز سمجھتے ہین یہہ کہانسے ثابت ہوا کہ وہی ہیئت ہوگی جسکو ہم ممنوع کہلاتے ہین الی
آخر الہذیانات **اقول** فقط آپ کے احتمال سے مطلق کسطرح محتمل القید ہو جائیگا
اور قابل استدلال نرہیگا کیا ایمہ دین فقہا و محدثین متقدمین و متاخرین سے کسی کو
یہہ احتمال نگذرتا کہ مطلق کو مقید کرتے اور ہیئت خاصہ کو بیان فرماتے اور مطلق تقبیل
کو جایز نرکھتے اگر کسی نے ایمہ دین سے یہہ احتمال لکھاہے اور تقبیل کو کسی ہیئت خاصہ
کے ساتھ مخصوص کہاہے تو بسم اللہ لاو پیش کرو ہمنے تو پہلے کہدیا کہ اگر ایک روایت
ضعیفہ مرجوحہ مردودہ کسی کتاب معتبر سے پیش کرو جس سے یہہ معلوم ہو کہ تقبیل کیواسطے
یہ ہیئت خاصہ جایز ہے اور باقی ہیئات محرمہ ممنوعہ تو ہم تمھاری بات قبول کرلینگے اب
ہم تمکو علی سبیل الترقی کہتے ہین کہ اگر ہیئت خاصہ تم کو کہین نہین ملتی تو تم کسی کتاب
کتب معتبرہ حنفیہ یا شافعیہ سے دکہلاو کہ فلان کتاب مین لکھاہے کہ اس مطلق متنازع
فیہ مین احتمال قید ہے اسواسطے قابل استدلال نہین یا محمول علی بعض الافراد ہے
اگر ایسا ثابت کردوگے تب بھی ہم تمھاری بات مان لینگے اور اگر دو لوامر سے ایک کا
بھی تمسے اثبات نہو سکے تو انصاف یہی کہ ہماری بات قبول کرلو اور عناد چھوڑدو
قولہ اور مکروہ بمعنی تحریم جو ہمنے لکھاہے وہ بموجب حکم کتب فقہیہ ہے **اقول**
جب ہمنے بتحقیق فقہاء محققین ثابت کردیا کہ بوسہ لینا بوجہ شہوت مکروہ اور بوجہ
کرامت جایز بالاتفاق تو پھر کراہت تنزیہی ہو یا تحریمی بلکہ حرام قطعی ہو تو ہمکو کیا
مضر ہے مضر اوسکو ہے جو مطلق تقبیل کو حرام بھی کہے اور بعض افراد مخصوصہ ہیئت
خاصہ کو جایز بھی کہے رہا المختار جسمین مخبیث بہنسا تا ہے سو جبتک مطلق المختار یا المختار
عند التقبیل کی کراہت بلا اختلاف بنقل معتبر ثابت نکرے تب تک بحث کراہت

تحریمی و تنزیہی اوسکی نسبت لایعنے ہے اب اظہار بعض اغلاط مجیب اور تحقیق مسئلہ کراہت یہان پر ضروری ہے مسئلہ کراہت مختلف فیہا ہے مجیب نے ایک طرف کی روایت مین اپنی مرضی کے موافق نقل کین اور طرف ثانی سے سکوت کیا اور یہہ بھی نہین ذکر کیا کہ یہہ مذہب کسکا ہے اور مختار و محقق مذہب کسکا ہے اسکا نام فقاہت نہین ہے ورق گردانی اور نقل روایات بے تحقیق مطلب و معانی ادنی طالب علم بھی کر سکتا ہے اور در مختار سے جو مجیب حاسد نے نقل کیا ہے کل مکروہ ای کراھۃ تحریم حرام ای کالحرام فی العقوبۃ بالنار اسمین یہہ خیانت کی ہے کہ عند محمد کا لفظ چھوڑ دیا تا ناظرین کو گمان ہو کہ یہہ حکم یعنے عقوبت بالنار کراہت تحریمی کا اتفاقی ہے اور آیندہ صاحب در مختار نے مذہب شیخین کو صحیح و مختار لکھا ہے اوسکو بھی نقل نہین کیا ہم پوری عبارت در مختار کی یہان پر نقل کر دیتے ہین قال فیہ کل مکروہ ای کراھۃ تحریم حرام ای کالحرام فی العقوبۃ بالنار عند محمد واما المکروہ کراھۃ تنزیہ فالی الحل اقرب اتفاقا و عندھما وھو الصحیح المختار و مثلہ البدعۃ والشبھۃ الی الحرام اقرب فالمکروہ تحریما نسبتہ الی الحرام کنسبۃ الواجب الی الفرض فیثبت بما ثبت بہ الواجب یعنی بظنی الثبوت و یاثم بارتکابہ کما یاثم بترک الواجب و مثلہ السنۃ المؤکدۃ و فی الزیلعی فی بحث حرمۃ الخیل القریب من الحرام ما تعلق بہ محذور دون استحقاق العقوبۃ بالنار بل العتاب کترک السنۃ المؤکدۃ الخ اور علامہ شامی رد المحتار مین لکھتے ہین قولہ فی الزیلعی الخ بیان للمراد من الاثم فی قولہ یاثم بارتکابہ الخ و ما فی الزیلعی موافق

لما فی التلویح حیث قال معنے القرب الی الحرمۃ انہ یتعلق بہ محذور دون استحقاق العقوبۃ بالنار الخ حاصل اسکا یہہ ہے کہ مکروہ تحریمی مثل حرام کے ہی عذاب نار مین نزدیک امام محمد رحمہ اللہ کے فقط اور صحیح و مختار مذہب امام ابوحنیفہ اور ابو یوسف رحمہما اللہ کا ہے وہ یہہ ہے کہ مکروہ تحریمی حرام سے اقرب ہے یعنی مرتکب اوسکا مستحق عذاب نہین ہے مستحق عتاب ہے اس تحقیق سے یہہ معلوم ہوا کہ مجیب جو ہر جگہہ مکروہ کا ترجمہ ساتھ حرام کے کرتا ہے خلاف مذہب صحیح و مختار ہے **قولہ** اور مفتی (۴) صاحب مذکور حدیث دعونی ما ترکتکم الخ لکھکے اسباب مین علماء دین سے سوال کرنے کو لایجوز سمجھکے مانع ہوئے ہین اور موجب شدت و مشقت تصور کیے ہین وحالانکہ یہہ امر انبیاء علیہم السلام سے سوال کرنیسے تعلق رکھتا ہے **اقول** مجیب بسود نے اس دعوے پر کہ جو امر شارع سے مطلق ثابت ہوا وسکو جسطرح مکلف ادا کریگا جایز واقع ہوگا دو سندین پیش کین ایک قاعدہ اصول المطلق یجری علی اطلاقہ جیسے رقبہ کفارہ قرآن مجید مین مطلق وارد ہے کافرہ ہو یا مومنہ تو جس غلام کو کافر ہو یا مومن مکلف کفارہ یمین مین ازاد کریگا کفارہ نزد ایمہ حنیفہ ادا ہو گا کیونکہ ہر ایک فرد مطلق ہے دوسری عبارت ہدایۃ النجدین اور دونون سندون کو مویدکیا ساتھ حدیث صحیح کی وجہ تائید یہہ ہے کہ جب حدیث صحیح سے ثابت ہوا کہ شارع شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مطلق کی تفصیل طلب کرنیسے منع کیا بقرینہ بقرہ کہ مطلق تھی اور بنی اسرائیل نے تفصیل طلب کی کما ذکرہ اللہ تعالے فی کلامہ المجید اور امتثال کا بھی امر کیا جیسا کہ مستفاد ہے فاتومنہ ما استطعتم سے تو معلوم ہوا کہ جس فرد مطلق کو بندہ مکلف ادا کریگا امتثال حاصل ہو جایگا اور اوس بندہ سے عدم امتثال

کا مواخذہ ہوگا والا لزم التکلیف بالمحال چنانچہ بنی اسرائیل اگر بغیر طلب تفصیل کے کوئی فرد بقرہ مطلقہ کے مطابق امر الٰہی کے ذبح کرتے تو وہ بھی ممتثل امر الٰہی ہوجاتے اور یہہ بعینہ حاصل قاعدہ اصول ہے تو گویا یہہ حدیث شریف ماخذ قاعدۂ اصول ہوئی اور قاعدہ مطابق حدیث کے ہوا فحصل التائید والمنقول من هذا تید النجدین تفصیل للقاعدة فتأیدبہ ایضاً کما هو ظاهر علی الفطن وان خفی علی الغبی اور باقی مضمون حدیث تبعاً و استطراداً مذکور ہے اصل مقصود سے اوسکو کچھ تعلق نہین اصل مقصود اتنا ہی ہے جو ہم نے بیان کیا اور علماء اصول نے جو درباب اثبات قاعدہ مذکورہ لکھا ہے وہ بھی مؤید ہے ہمارے اس بیان کا قال فی التوضیح ولنا قوله تعالیٰ لا تسئلوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤکم فهذه الآیة تدل علی ان المطلق یجری علی اطلاقه فلا یحمل علی المقید لان التقیید یوجب التغلیظ والمساءة کما فی بقرة بنی اسرائیل وقال ابن عباس ؓ ابهموا ما ابهم الله تعالیٰ واتبعوا ما بین الله ای اترکوه علی ابهامه والمطلق مبهم بالنسبة الی المقید المعین فلا یحمل علیه وعامة الصحابة ما قید وا امهات النساء بالدخول الوارد فی الربائب ولان اعمال الدلیلین واجب ما امکن فیعمل بکل واحد فی مورده الا ان لا یمکن وهو عند اتحاد الحادثة والحکم الخ

اب ہمارے اس بیان سے اگر آپ کی تسکین خاطر مضطر نہو تو اس حدیث کا ترجمہ جو شاہ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ نے کیا ہے بغور نظر ملاحظہ فرمایئے انشاء اللہ آپ کی تسکین ہو جائے گی ذرو نی ما ترکتکم یعنی گفت آنحضرت بگذارید

مراد پرسید از من کہ چند است وچون است کہ ما دا میکہ ترک دہم شما را و بیان نکنم
کہ چند است وچون است یعنے ہرچہ من گویم بکنید اگر مطلق حکم کنم بے قید بعد وے
عمل با طلاق آن کنید واگر بیان کنم کہ چندین بار کنید ہمچنان چند بار کنید زیراکہ مرا برا ے
بیان شرائع ورسانیدن احکام فرستادہ اند ہرچہ ہست من خود بیان خواہم کرد و
حاجت بسوال شما ندارد انتہی جب یہہ سب آپ کے ذہن نشین ہوگیا تو جان لوکہ یہہ
کہنا تمہارا کہ سوال کرنے کو لا یجوز سمجھ کے اور موجب شدّت ومشقت تصور کئے
ہین سب غلط اور ساری بحث تمہاری لا یعنے اور تطویل لا طائل اور سوال اور
عدم سوال اور محرم وغیر محرم اور واجب وغیر واجب کا ذکر بیفائدہ منشا راسکا کم
فہمی اور جو عبارت قسطلانی سے نقل کی ہے واسطے اثبات حرمت سوال از انبیا اور
جواز از علما رباعث اسکا بھی کم فہمی ہے اہل الذکرین انبیا بھی داخل ہین والاتنافی
متحقق نہین ہونے کی کیونکہ عدم سوال متعلق انبیا کے ساتھ ہے جیساکہ خود مجیب نے
ذکر کیا ہے اور جواب جو تنافی کا شارح نے دیا ہے اُس سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ متعبدٖ
سے سوال کرنا جایز ہے تو پھر جواب بھی متعبد بہ کے ساتھ دیا جائیگا متعبد بہ اگر مطلق
شارع سے ثابت ہوا تو مطلق اور اگر مقید ثابت ہوا تو مقید اگر کسی نے اہل ذکر سے
ادسکو مقید نہین کیا تو آجکل کے اہل ذکر جنکا وظیفہ مجرد نقل ہے کہان سے مقید کرینگے
بلکہ تقئید نص مطلق بالرائے اگرچہ مجتہد سے ہو باطل ہے قال العلامۃ الحلبی
نقلا عن الکشف لان تعدیۃ القید وان سلمت لا یصلح لابطال
الاطلاق لان الرای لا یصلح مبطلا للنص بوجہ ۱۲ اور غیر متعبد بہ کا
جواب جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہ دیا ہو تو دوسرے اہل ذکر کیا جواب

دینگے آپ سے اگر کوئی حقیقت روح پوچھے تو زاید او سپر جو قرآن مجید مین ہے آپ کیا
جواب شرعاً دینگے حالانکہ قرآن مجید مین حقیقت روح کا بیان نہین ہے آخر یہی کہو گے
حقیقت روح بلسان شرع ثابت نہین اس سے سوال کرنا عبث ہے **قولہ** اور اس حدیث
شریف کو الی قولہ اور کہان ہے حدیث شریف مین امر شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام
کا تا متحقق ہو او سمین اطلاق **اقول** غالباً مفتی صاحب واذا امر تکم مین امر کو صیغہ
امر مصطلح مین منحصر سمجھین ہین والاحادیث شریف سے اذن تقبیل رجل تو ثابت ہے
اور لفظ اذن لہ صراحۃً اوسمین موجود ہے اگر امر صیغۂ امر مین منحصر ہے تو وما
امر الساعۃ الا کلمح بالبصر وافوض امری الی اللہ والامر یومئذ للہ
وما امر فرعون برشید واتی امر اللہ ان اللہ یأمر بالعدل والاحسان
وغیر ذلک کے کیا معنے ہین یہہ حیلہ واسطے ابطال وعدم امتثال اوامر ونواہی شرعیہ
کے جو بصیغہ امر نہ ثابت ہون مفتی صاحب نے بہت اچھا نکالا ہے حرّم علیکم
المیتۃ والدم الآیۃ اور للہ علی الناس حج البیت الآیۃ اور الطلاق مرّتان
الآیۃ اور فلا تحل لہ حتی تنکح زوجا غیرہ وما اشبہ ذلک جسمین
صیغہ امر یا نہی نہو بحسب زعم مجیب اوسکا امتثال واجب نہین کیونکہ اوامر ونواہی کا
ثبوت اوسکے نزدیک منحصر ہے صیغہ مصطلحہ مین اس سے بڑھکر اور دین مین کیا خرابی
ہو گی کیون نہو جب مسلک وہابیہ اختیار کیا گیا تو اتنی بھی تاثیر نہو کہ اکثر احکام شرعیہ
کے استیصال وابطال کی بنیاد ڈالی جاوے بھلے آدمی اگر امر کے معنے حکم کے جو
عبارت ہے اسناد امر الی آخرہ سے عام انشاء واخبار سے لئے جاوین اور معنی امر تکم
کے حکمت علیکم ہو وین یا قول کے جیسا شاہ عبد الحق قدس سرہ سے ترجمہ مین

گذرا ہر چہ من گویم بلبنید اگر مطلق حکم کنم از کئے جاوین تو مذہب وہابیہ مین کیا رخنہ پڑ جائیگا
جسکے واسطے کمر ہمت اتنی مضبوط باندہی گئی اور تحقیق اطلاق کو موقوف صیغہ امر پر
جاننا بھی ثمرہ آپکے تبحر علمی کا ہے والا اطلاق و تقیید کیواسطے صیغہ امر کی کچھ ضرورت
نہین اب فرمایئے مسلمانون کو الٹا آپ سمجھاتے ہین اور مغالطہ دیتے ہین یا مجیب
محسود **قولہ** اور قوانین اصول سے ظاہر ہے الی قولہ فتامل **اقول** فرض کیا کہ آپ
مفتی الثقلین ہین اور حافظ قوانین اصول ہین مگر جب تک نقل صحیح کسی معتمد
قابل سند سے درباب تقیید متنازع فیہ پیش نہ کروگے تب تک تیسیر و تشدید
کا راگ ہزار گایا کرو ہرگز مسموع نہین آپ کونسے مرتبہ پر مراتب فقہا سے ہین جو
مطلق کو مقید و مبہم کو مفسر مجمل کو مفصل بنا لینگے حاطب اللیل جسکو شمال و یمین
غث و سمین مین تمیز نہو تقیید مطلق و اطلاق مقید ہرگز اپنی رائے سے نہین کر سکتا
سوا نقل کے چارہ نہین ہان نقل پیش کرے اور پھر اوسکو مؤید بقوانین اصول
کرے تو مضایقہ نہین معہذا بتصریح علما اصول نفس تقیید مطلق موجب تغلیظ و تشدید
و مسارت ہے علامہ تفتازانی ماتحت قول شارح لان المقید
یوجب التغلیظ والمساءۃ کما فی بقرۃ بنی اسرائیل لکھتے ہین فان
قلت الآیۃ انما تدل علی ان السوال والبحث عن القیود والاوصاف
الغیر المذکورۃ یوجب التغلیظ والمساءۃ لا علی ان تقیید المطلق
یوجب ذلک قلت اذ کان البحث عن القید والاشتغال بہ یوجب
ذلک فالتقیید بالطریق الاولی علی ان المفہوم من الآیۃ ان موجب
المساءۃ ہو تلک القیود والاشیاء المسئول عنہا اھ اور محشی تلویح یہان

پر لکھتا ہے لان مقدمۃ الشئ من حیث ھی مقدمۃ اذا وجبت امرا فایجاب ذلک الشئ ایاہ بالطریق الاولی **قولہ** دیگر یہہ کہ مفتی صاحب مذکور جو لکھتے ہین کہ صورت مسئول عنہا مین نہ وضع جبہہ ہے نہ الف الی قولہ و نحن نحکم بالظاہر **اقول** یہہ عجب مالیخولیا ہے سائل ایک ہیئت خاصۂ تقبیل رجل سے جسمین ناک پیشانی لگ نے کا اصلاً ذکر نہین ہے سوال کرتا ہے کہ یہہ سجدہ ہے یا نہین اسکا جواب ہے یا نہین کے ساتھہ دینا چاھئے جیسا مجیب محسود نے جواب دیا کہ سجدہ سے خارج ہے یعنے سجدہ نہین ہے پھر واقع مین ناک لگی ہوگی اس سے مجیب کو کیا غرض اور بغیر ناک لگنے کے بوسہ لینا ممکن نہین ہے یہہ آپ کا عدم امکان ہے عقلا کے نزدیک تو ممکن بلکہ واقع ہے کسی سلیم العقل سے جاکر دریافت کرو وہ تم کو سمجھا دیگا بلکہ دکھلا دیگا اور مواہب لدنیہ سے پہلے گذرا کہ حضرت عداس رضی اللہ عنہ نے اوندھے موہنہ گر کر آنحضرت صلعم کے دونون قدم مبارک چومے تھے بھلا انکی ناک قدم مبارک سے لگی تھی یا نہین اگر لگی تھی تو بقول آپ کے سجدہ ہوا اور سجدہ بجز خدا کے اور کسیکو جایز نہین نبی ہو یا ولی اور اگر نہین لگی تھی تو آپ کا عدم امکان باطل ہوا اور امکان بلکہ وقوع ثابت ہوا اور یہان تو یہہ ڈھکوسلا بھی آپ کا پیش نہ جائیگا کہ حضرت کسی بلند جا ئے پر تشریف فرما ہونگے کما لا یخفیٰ اور یہہ جو لکھتے ہو کہ ناک کو کسنے روکا ہوگا ہم کہتے ہین عقل نے روکا ہوگا اور بے عقل کے ساتھہ بحث نہین اور جب آپکے نزدیک یہہ احتمال ہے کہ کون دیکھ سکتا ہے کہ اوسکا ناک لگا یا نہین تو پھر اوسکو سجدہ ٹھہرا کر حکم کفر کا قطعا کسطرح کر دیا اور مسلمان کو کافر بنانے مین باوجود احتمال کے ذرا خوف خدا

دل مین نہ آیا من کفر مسلماً فقد کفر کا خیال اصلانہ فرمایا ترسپر پڑھتے ہو
نحن نحکم بالظاہر اسیکا نام ظاہر ہے ایک مسلمان دیندار کہتا ہی مین نے پانوُنکا بوسہ لیا
اور جماعت کثیرہ اہل اسلام بھی شہادت دیتی ہے کہ پیشانی نہین رکھی ہونٹھون
سے بوسہ لیا تنے مسلمانون کو جھوٹھا بناتے ہو اور مرغی کی ایک ٹانگ کہے
جاتے ہو سجدہ کیا سجدہ کیا اور باوجود اقرار احتمال کے مسلمان کو اسلام سے
خارج کرتے ہو وقد قالوان الشبھۃ دارائۃ للکفر **قولہ** الحاصل عالم کی شان
سے بعید ہے الی **قولہ** ایسے کام پر جری کون **اقول** عالم کی شان سے بعید بلکہ
ابعد ہے کہ چند ہزلیات وخرافات جمع کرکے اپنے توہمات وتخیلات باطلہ کی بناپر
محض بغرض نام ونمود مابین حسود وعنود معدود وامر مشروع ومسنون پر فتوے
حرمت وکفر کا دیوے اور عوام کو اہل اسلام کی تفسیق وتکفیر پر جری ودلیر
کرے پھر ایسی تفسیق وتکفیر کہ مستلزم تجہیل وتحمیق وتکفیر وتفسیق ایمہ دین
وسلف صالحین مجوزین ومباشرین تقبیل اقدام بزرگان دین ہو با اینہمہ اپنی حق پوشی
پر پردہ ڈالنے کیواسطے زبان طعن دراز کرے **قولہ** اور بیشک ذہن کے ساتھ
بینی کا لگنا ضروری ہی اور ذہن رکھنے سے بھی بقول امام اعظم ابی حنیفہ رحمۃ اللہ
علیہ سجدہ صادق آتا ہے الخ **اقول** روایت ہدایہ منقولہ مین لفظ بعض وجہ
ہے اور وجہ کے معنے ذہن کے کسی نے نہین لکھے ہین شاید معلم الملکوت نے
اپنی کسی کتاب مین یہہ معنے وجہ کی لکھے ہون اور وہ کتاب مجیب کو دستیاب ہوئی
ہو اور اوسمین سے دیکھکر لکھا ہو تو مین انکار نہین کرسکتا ایمہ لغت سے تو کسینے
یہہ معنے وجہ کے نہین لکھے فقہا لکھتے ہین الوجہ ما یواجہ بہ الانسان یعنے

۲
بعض الوجہ تحقیق بعض وجہ الراد البعض ولا ابی حنیفہ مین تو یہ ہی ہے کہ بیا بینہ پیشانی
ہو الماخوذ من الہدایہ الکاف والانعین بحار وجمع البحار ج ۱۱ صحاح

وجہ عربی مین اوسکا نام ہو جسکے ساتھ آدمی سامنے ہوتا ہو جسکی چوڑان کان سے دوسرے کان تک ہے
اور لنبان منبت شعر راس سے لیکر اسفل ذقن تک اسکا ترجمہ فارسی مین روے اور
اسی کو چہرہ کہتے ہین اور فم عربی مین اس جاے خاص کو کہتے ہین جہان دو ہونٹھ
ہین اور اندر اسکے زبان دانت وغیرہ ہین اسکا ترجمہ فارسی مین دہن ہے مجیب نے
جب دیکھا کہ بناوٹین اور تکلفات تو مین نے بہت کئے کہ پاؤن چومنا سجدہ بنجاوے
مگر کوئی جھوٹی بات بھی ایسی نہ بن آئی جس سے صراحۃً ثابت ہو کہ پاؤن چومنا سجدہ
ہے اب یہہ موقع اچھا ملا کہ وجہ کا ترجمہ دہن کر دون اور تعبیر دہن کے جو عبارت ہے
دو ہونٹھ وغیرہ سے پاؤنکا چومنا ممکن نہین تو اس ایک جھوٹھ سے سب کام بن گیا
اور کتاب ہدایہ سے ثابت ہو گیا کہ پاؤن چومنا سجدہ ہے اور جب سجدہ ہو گیا تو پھر
حکم کفر مین تو کچھ دیر نہین ہے چلو بالاتفاق مسلم کا فر ہو گیا احباب راضی عوام خوش
روزی تازی قیامت دور ہے اللہ غفور توبہ کے دروازہ ہنوز بند نہین ہین اب اگر
کوئی کم علم مفتی صاحب سے دریافت بھی کرے کہ وجہ کا ترجمہ دہن کسطرح صحیح ہوا
تو فرماوینگے کہ وجہ کے معنے مونھ اور دہن کے معنے مونھ دونون ہم معنے ہین وہ بیچارہ
کیا جانے بیل کی دم کدہر ہے کہے گا راست و درست اسکی تو اوسکو خبر نہین کہ
منہ ہندی مین مشترک ہے بین المعنیین اور عربی فارسی مین ہر ایک معنے کیواسطے
لفظ خاص جدا ہے اگر مفتی صاحب باقتضاء غیرت وحیا و دیانت واتقا یہہ
عذر پیش کرین کہ وجہ کے بہت جز ہین آنکھ ناک پیشانی گال ہونٹھ ٹھڈی اور روایت
ہدایہ مین مذکور بعض وجہ ہے اور بعض محتمل ہے ہر جز کا ہمارے نزدیک مراد اس سے
ہونٹھ ہین اسواسطے ہمنے اوسکا ترجمہ کیا دہن تو اوسکا جواب یہہ ہے کہ مفتی صاحب

مجتہد نہین ہین کہ برخلاف تمام ایمہ دین کے جو چاہینگے تاویل کرینگے اور سب پر انکی تاویل واجب التسلیم ہوجاینگی تمام ایمہ دین بالاتفاق لکھتے ہین کہ مراد بعض وجہ سے پیشانی ہے اور ناک مین اختلاف ہے بعض کے نزدیک رکن سجدہ ہے بعض کے نزدیک نہین جیساکہ مجیب مسعود کے فتوے مین بالتفصیل مذکور ہے مفتی صاحب کس گنتی مین ہین کہ انکی مراد بخلاف ایمہ دین قابل اعتبار ہو علماء حنفیہ رحمہم اللہ کے نزدیک تو بعض پیشانی رکھنے سے بھی سجدہ ادا نہین ہوتا جب تک اکثر پیشانی نرکھے محشی ہدایہ لکھتا ہے **قولہ** بوضع بعض الوجہ فان قلت فلو وضع بعضا یسیرا من الجبھۃ وجب ان یجزیہ لانہ وضع بعض الوجہ والروایۃ منصوصۃ فی التجنیس انہ لو وضع جبھتہ علی حجر صغیر ان وضع اکثر الجبھۃ علی الارض یجوز والا لا اجیب بان النص مقید ببعض یحصل بہ کمال التعظیم المقصود من افتراض السجدۃ ولذا لا یصح وضع الخد والذقن وکمال التعظیم لا یحصل الا بوضع کل الجبھۃ او اکثر فلا یجزیہ وضع الاقل بدلالۃ النص واللہ اعلم اب خاص وعام کو چاہیے کہ مفتی صاحب سے دریافت کرین کہ روایت ہدایہ سجدہ نماز کے باب مین ہے اور آپ فرماتے ہین وجہ سے مراد دہن ہے تو پھر فرمائیے نماز مین اگر کوئی سجدہ کرتے وقت دونون ہونٹھ زمین پر رکھدے اور پیشانی ناک نہ رکھے تو سجدہ ادا ہوجائے گا یا نہین اگر فرماوین ادا ہوجائیگا تو سند کتاب معتبر طلب کرنا چاہیے اور اگر کہین نہین ادا ہوگا تو یہہ اونکے خلاف مراد ہے اور غلطی ثابت ہوگئی **قولہ** اور یہہ جو فرماتے ہین کہ سجدہ صحیح نہین ہے یا ہے الی **قولہ** دونون کے ایک معنے نہین ہین **اقول** مفتی صاحب یہہ مغالطہ

نہین ہے کلام صحیح ہے محض آپ کی عقل کا مغالطہ ہے آپ اگر غلط سمجھین تو کوئی کیا کرے
اب ہم آپ کو سمجھا دیتے ہین اگر عقل ہے تو سمجھ لو صحیح او غیر صحیح اور جواز و عدم جواز
مین دو اعتبار ہین ایک باعتبار وجود رکن و عدم وجود رکن دوسرا باعتبار فوت وصف
یا شرط و عدم فوت وصف یا شرط غیر صحیح و غیر جایز باعتبار اول بمعنی فایت الرکن
ہے اور ظاہر ہے کہ فایت الرکن معدوم الوجود ہے اور باعتبار ثانی بمعنے فایت
الوصف او الشرط ہے اور فایت الوصف او الشرط موجود بالذات ہے مفقود
بوصف یا شرط اور رکن سجدہ بالاتفاق وضع جبہہ اعنی پیشانی زمین پر رکھنا ہے اور
جب رکن کہ وضع جبہہ ہے نپایا جاوے تو صحیح نہین کے یہہ معنے ہوے کہ معدوم
الوجود خواہ داخل صلوٰۃ ہو خواہ خارج صلوٰۃ جیسا بیع مین کہ عبارت ہے مبادلۃ المال
بالمال سے فقہا لکھتے ہین لایجوز بیع الحر نہین جایز ہے بیچنا آزاد کا یعنے باطل ہے
فایت الذات والوصف بسبب انعدام رکن کے جو مال ہے دیکھو جو عبارت
شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ سے مجیب محسود نے اپنے جواب مین نقل
کی ہے اس سے ظاہر ہے کہ سجدہ جایز ہے ساتھ ناک اور پیشانی کے بالاتفاق وجہ
اسکی یہی ہے کہ رکن سجدہ موجود ہے بالاتفاق نقیض اسکا یہہ ہے کہ سجدہ نہین جایز
ہے بغیر ناک و پیشانی کے بالاتفاق بسبب انعدام رکن کے بالاتفاق اور جب رکن
معدوم ہوا تو شئی بالذات معدوم ہوئی تو یہہ عدم جواز بمعنے منعدم الذات کے ہے
اسکو کچھہ خصوصیت نماز و غیر نماز کے ساتھ نہین منعدم الذات ہمیشہ منعدم الذات ہے
جبتک اوسکا رکن نپایا جاوے اس بیان سے واضح ہو گیا کہ جواز و عدم جواز بمعنے
مذکور متاخر نفس سجدہ سے نہین ہے بلکہ عبارت ہے وجود و عدم وجود نفس سجدہ

سے اور ساری بحث آپ کی لغو بفایدہ تطویل لاطائل باعث اسکا کم فہمی وکم علمی
قولہ اور موضوع مقدم ہے محمول سے اور ثبوت الشئی للشئی مین مثبت لہ مقدم
بالطبع ہے ونیز موصوف مقدم ہے صفت سے **اقول** مفتی صاحب نے یہان پر
تھوڑا سا معقول چرک دیا مگر جاٹ لیتے تو بہتر تھا اب تو کھرچنے سے بھی داغ نجائیگا
ہم آپ سے عرض کرتے ہین کہ الانسان حیوان ناطق مین انسان موضوع ہے اور
حیوان ناطق محمول ہے اسمین کون مقدم بالطبع ہے اگر انسان مقدم ہے تو حیوان ناطق
عین ماہیت انسان ہے تو لازم آیا تقدم شئی علی نفسہ اور تقدم شئی علی نفسہ محال
ہے اور مستلزم محال بھی محال اور ناطق صفت ہے انسان کی اور انسان موصوف ہے
اگر انسان مقدم ہے ناطق پر تو لازم آیا تقدم کل کا جزو پر کیونکہ ناطق جزو ماہیت
انسان ہے حالانکہ جزو مقدم ہے بالطبع کل پر فان الکل لایوجد بدون الجزء
اور الانسان حیوان مین اگر موضوع مقدم ہے تو لازم آیا تقدم نوع کا جنس پر
کیونکہ انسان نوع ہے اور حیوان جنس ہے اور تقدم نوع کا جنس پر محال ہے
لان النوع لایوجد بدون ما ھو جنس لہ والجنس یوجد بدونہ
وایضا الجنس جزء النوع وھو الانسان والجزء مقدم علی الکل
بالطبع اور زید ممکن مین اگر وجود زید مقدم ہے تو لازم آیا وجود شئی قبل امکان
اور یہہ ممکن مین محال ہے کیونکہ صفت امکان مقدم ہے وجود پر فان الامکان
سلب الضرورۃ عن الطرفین والوجود کون الشئی فی ظرف والضرورۃ مسلوبۃ
عنہ قبل کونہ فی ظرف اور حمل اولی مین جسکی مثال الانسان انسان اور الممکن ممکن
ہے تبادر کون مقدم ہے فان تقدیم احدہما یستلزم تقدیم الآخر لان المحمول عین

الموضوع آپ نے کسی طالب علم سے سُن لیا ہوگا ثبوت الشیٔ للشیٔ فرع وجود المثبت
لہ خیال کیا اچھا قضیہ کلیہ موقع پر ہاتھ لگا ہم بھی معقول جھاڑین ھُوۓ ہے کے ہاتھ
مین ہاری کی گرہ ملی پنساری بن بیٹھا بھلا فرمائیے تو شریک الباری ممتنعٌ اور اجتماع
النقیضین محالٌ مین امتناع کا ثبوت واسطے شریک باری کے ہے اور محال کا
ثبوت واسطے اجتماع نقیضین کے تو بحسب قاعدہ مذکورہ چاہیئے کہ شریک باری اور
اجتماع النقیضین موجود ہو اور ممتنع اور محال منافی ہے وجود کے لان الممتنع وکذا
المحال مالا وجود لہ اسی طرح مجہول المطلق یمتنع علیہ الحکم اور المعدوم المطلق
یقابل الوجود اِن دونون قضیون مین مجہول مطلق اور معدوم مطلق پر حکم بالامتناع
اور مقابلہ کیا گیا ہے بحسب قاعدہ مذکورہ چاہیئے کہ مجہول مطلق اور معدوم مطلق موجود
ہو والامتناع والمقابلۃ ینافیہما فان المجہول المطلق لو وجد لما امتنع
علیہ الحکم والمعدوم المطلق لو وجد لما قابل لوجود فان الوجود لایقابل الوجود
مع ان المعدوم نقیض الموجود فاذا وجد یکون موجود الا معدوماً
مطلقاً وقد کان معدوما مطلقا ھذا خلف اور قضیہ زیدٌ موجود
بحسب قاعدہ مذکورہ مستلزم وجود الشیٔ بوجودین یا تقدم الشیٔ علی
نفسہ یا تسلسل ہے وکل واحد منہا محالٌ ان سب کا کیا جواب ہے
اور جبتک ان نقوض واردہ نا قضہ کلیہ منقولہ کا جواب باصواب نہ دیا جاوے
کلیت قضیہ ثبوت الشیٔ للشیٔ الخ غیر مسلم اور بدون ثبوت کلیت مثبت مطلوب نہین
فان من شرط الانتاج فی الشکل الاول کلیۃ الکبریٰ کتب عقلیہ
مین یہہ بحث پوری پوری مذکور ہے آپ اُن کتابون کا مطالعہ کرکے ان نقوض

کا جواب دین دیکھین تو آپ کیسے معقولی ہین اور کتنا حوصلہ معقول مین رکھتے ہین
مگر دیکھنا بہت سنبھل کر جواب دینا ایسا نہو کہ جواب سے زیادہ آپ کی قلعی معقول کی
کھلجاوے اور باعث مضحکہ طلبۂ علم ہو علاوہ برین سجدہ جایز نہین قضیہ سالبہ
ہے والسالبة لاتقتضی وجود الموضوع **قولہ** اور مولوی صاحب نے یہ
جو لکھا ہے کہ ایک جزئی پر دوسرے جزئی کا قیاس کرنا مجتہد کا کام ہے یہہ کلام مولوی
صاحب کے بے علمی اور نا فہمی پر دال ہے اسلئے کہ یہہ مجتہد کا کام نہین ہے اور
مجتہد کا کام غیر منصوص کو الخ **اقول** سچ ہے ۔ ہر کس بخیال خویش خبطی دارد ؟
اور سے کچھ پھیر نہین سمجھہ سمجھہ کا ہے پھیر ۔ آپ مولوی صاحب کا کلام نہین سمجھے
اور اعتراض کر بیٹھے پہلے کلام کو سمجھو پھر بات کرو پہلے جزئی سے مراد جزئی منصوص
مقیس علیہ ہے اور دوسرے جزئی سے مراد جزئی فرع مقیس ہے اور معنی قیاس
کے یہہ ہین کہ جزئی مقیس علیہ سے علت جامعہ نکالکر جزئی مقیس مین حکم مقیس علیہ
بعلت جامعہ ثابت کیا جاوے اور یہہ بلا کلام کام مجتہد کا ہے جب یہہ معلوم ہوا
تو مطلب مولوی صاحب کے کلام کا یہہ ہوا کہ عامی جسکے حقمین قول مجتہد مثل
نص شارع کے ہے کسی جزئی مین جو مجتہد سے منقول ہو علت جامعہ نکالکر دوسرے
جزئی مین جو مجتہد سے منقول نہین حکم حلت یا حرمت کا نہین دے سکتا مثلا فرض
کیا جاوے کہ حرمت زمین بوسی قول مجتہد ہے اور کوئی کم علم کہے کہ علت حرمت
زمین بوسی یہہ ہے جو مین مجتہد نے بقیاس خود نکالی ہے اور یہہ علت مستخرجہ قدمبوسی مین بعینہ موجود
ہے تو قدمبوسی بھی باین علت جامعہ حرام ہوئی یہ قیاس بیشک مردود و
ساقط الاعتبار ہوگا اور یہہ جو فرماتے ہیں کہ یہہ کام اصحاب تخریج کا ہے یا محض نادانی ہے یا جھوٹھ بلا

اختیار تمسے صادر ہوتا ہے عبارت نافع کبیر سے کہاں ثابت ہوتا ہے کہ قیاس مذکور
اصحاب تخریج کر سکتے ہین خود عبارت نقل کرتے ہو اور خود نہین سمجھتے ہو اب ہم
تم کو سمجھا دیتے ہین سمجھ لو مطلب عبارت نافع کبیر کا یہہ ہے کہ اصحاب تخریج کو
قدرت اجتہاد کی ہرگز نہین ہے مگر اونکو بسبب احاطۂ اصول اور ضبط ماخذ کے
اتنی قدرت ہے کہ اصول و فروع مین نظر کرکے باعتبار امثال و نظائر کے کسی قول
مجمل یا حکم محتمل کے جو صاحب مذہب یا اوسکے اصحاب مجتہدین سے منقول ہو
تفصیل کردین " خلاصہ یہہ کہ اصحاب تخریج قول مجمل کی تفصیل اور حکم محتمل الامرین
کی تعیین کر سکتے ہین اسکو قیاس کون کہتا ہے آپ نے لفظ مقائسہ عبارت مین
دیکھ لیا بغیر سمجھے بوجھے لکھدیا کہ قیاس کام اصحاب تخریج کا ہے **شعر**

دیکھو تو بھلا کیسی ہین دور کی سوجھی ۔۔۔ دیکھ عقد ثریا ہمین انگور کی سوجھی

قولہ اور بیشک قدمبوسی ہیئت سجود و حالت خفض اور زمین بوسی ایک امر ہے
دو جزئی نہین الی آخر الخرافات **اقول** مفتی صاحب نے اپنا اجتہاد ظاہر کر دیا
جب کچھ بن نہ آئی تو قدم بوسی اور زمین بوسی کو ایک بنایا اور در پردہ فقہاء کرام
کو جو قدمبوسی کو مطلقاً جایز اور زمین بوسی کو حرام لکھتے ہین جاہل و احمق ٹھہرایا
کیونکہ اونکے نزدیک یہہ دو جزئی ہین اور ہر ایک کا حکم جدا ہے اور باجتہاد مفتی
صاحب دونون کا حکم ایک ہے اور ایک جزئی ہے پھر عقلمند اتنے بڑے
کہ دو جزئی کو ایک بناتے ہین حالانکہ دو جزئی کا ایک ہونا محالات عقلیہ سے ہے ہان
اگر کہتے دونو کا حکم ایک ہے تو درست ہوتا اور فرماتے ہین زمین بوسی مین بوسہ گاہ
زمین حقیقی ہونا کچھ ضرور نہین ہے بھلا اسپر کیا دلیل ہے کوئی سند معتبر تو

اسپر لاتا تھا کہ پاؤن پیر جی صاحب کے زمین مجازی ہی پھر اجتہاد کرتا تھا کہ بوسہ گاہ عام
ہی حقیقی و مجازی سے یہہ اجتہاد آپکا مخالف ائمۂ دین و فقہای شرع متین
کے مردود ہے جو تمہاری طرح ہوگا وہ قبول کریگا تسپر تم اصحاب تخریج سے بھی
نہین ہو کہ تفصیل مجمل اور تعیین محتمل مین تمہارا قول مقبول ہو جسکو مابین صحیح و
سقیم قوی و ضعیف تمیز نہین عبارت عربی سمجھنے کا تو کیا اردو سمجھنے کا بھی سلیقہ
نہین وہ اگر نقل صحیح بھی اسباب مین پیش کرے تو بغیر مقابلہ اصل منقول عنہ
کے قابل اعتبار نہین چہ جای کہ ایک بات اٹکل پچو غیر مقر اپنی رائے سے بلا تحقیق
و سند بخلاف تصریح فقہاء محققین لکھدے وہ کب قابل توجہ و التفات علماء
ہی اور مفتی صاحب محسود تو جسکو فقہاء کرام نے حرام لکھا ہی حرام اور جایز لکھا ہے اوسکو جایز
لکھتے ہین اجتہاد و تخلیط و تغلیط نہین کرتے ہین تا او نپر ایک کے حرام کہنے سے
دوسرے کا حرام کہنا ضرور ہو کما لا یخفی علی العاقل الفہیم وان خفی
علی الغافل السقیم **قولہ** طرفہ یہہ ہے کہ مفتی مذکور نے جو فتوی لکھا ہی اسکا
طرز عجیب و طور غریب یہہ ہے کہ نہ کہین کتب فقہ کی عبارت ہے الی آخر ہذیاناتہ
اقول مجیب اپنی عادت سے مجبور اور غلط بولنے مین معذور ہے اولاً مفتی پر
نقل عبارت کتاب واجب نہین دیکھو اکثر علماء حرم محترم اپنے فتاوی مختصرہ مین
عبارت کتاب نہین نقل کرتے ہین کتاب سے جیسا ثابت ہو ویسا لا یا نعم کے ساتھ
جواب لکھ دیتے ہین اور قول مفتی واسطے مستفتی عامی کے حجت ہے کیا علماء
حرم محترم آپکے نزدیک غیر معتبر ہین اور ثانیاً مفتی محسود نے تین سندین اپنے
جواب مین لکھین ہین ایک قاعدۂ اصول المطلق یجری علی اطلاقہ کیا یہہ قول امام

ابو حنیفہ رحمہ اللہ کیطرف مسند نہین ہی موجد اصول کون ہی اور دوسری عبارت
ہدایۃ النجدین اور ماخذ صاحب ہدایۃ النجدین وہی کتب دینیہ اصولیہ فقہیہ ہین تو
اس عبارت کا نقل کرنا بعینہ کتب دینیہ سے نقل کرنا ہے تیسری حدیث شریف
وقد مر ذکرہ اور درباب سجدہ امام اعظم اور صاحبین رحمہم اللہ کا قول
شرح سفر السعادۃ سے منقول ہی اس سب سے آنکھ بند کرکے کہنا عبارت کتب فقہ
کی نہین ہے روایت امام کی نہین ہے اغوای عوام ہے بھلا آپ نے جو اتنی بکواس کی
ہیئت خاصہ تقبیل متنازعہ فیہا مین کوئی روایت ضعیفہ مردودہ بھی کسی امام سے
کہین نقل کی کہین نہین معلوم ہوا کہ بحسب قاعدہ مخترعہ خود غیر مقلد ہو جو باجتہاد
وقیاس خود جایز کو ناجایز بتلاتے ہو اور یہہ فرمانا آپکا کہ فقہ کی عبارت سے استدلال
ناجایز سمجھتے ہین اور قول امام اعظم وصاحبین ومجتہدین کو ساقط الاعتبار جانتے ہین
محض غلط مجیب محمود نے کونسی جگہہ جواب مین لکھا ہے سچے ہو تو بتلاؤ اور بحسب فہم
خود عدم ذکر سے عدم جواز استدلال اور عدم اعتبار کو لازم جاننا حماقت ہے
با اینہمہ کہان ہے قول امام اعظم کا یا صاحبین یا دیگر مجتہدین کا اس ہیئت خاصہ
متنازع فیہا مین جسکو ساقط الاعتبار جانا اگر ہے تو پیش کرو فقط عوام کے بھکانے کو
لکھدیا قول امام وغیرہ کو ساقط الاعتبار جانتے ہین تا وہ سمجھین کہ قول امام اعظم
یا صاحبین یا مجتہدین کا اس ہیئت خاصہ متنازع فیہا مین ہوگا مجیب نے چھپایا
ایسی باتون سے کیا ہوتا ہے آخر الامر رسوائی اور بدنامی من حفر بیر الاخیہ وقع فیہ
قولہ اور یہہ جو سوال مصدرہ مین لکھا ہی کہ چند لوگ الخ **اقول** اگر صورت واقعہ
سے مراد سجدہ ہی تو زجر و توبیخ بجا ہی اور اگر تقبیل بھیئت مسئولہ متنازع فیہا ہے

اوسکو سجدہ کہکر حرام وکفر کہا تو آپکی طرح وہ بھی کامل العقل مجتہد زمانہ ہونگے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر تو بحسب امکان واجب ہے مگر ایسے آمرین وناہین باجنین مکارین سے خدا دور رکھے جو بحیلہ ومکر مسلمان کو کافر وفاسق بناتے ہین اور پھر اسکو خدا یہہ توفیق ندے اور مکفرین مسلمین کو توبہ واستغفار نصیب کرے **قولہ** انحنا بعض لبعض بحکم حدیث شریف مذکور حرام ہے **اقول** مکروہ مختلف فیہ ہے وہ بھی علی الاطلاق نہین تمام عوام کو کیون بھکاتے ہو **قولہ** اور مخفی نرہے کہ امام مذکور السوال جو اس فعل حرام وکفر کا مرتکب وفاعل اور اس امر مستلزم الکفر کیطرف راغب ومائل ہے الخ **اقول** اس فعل حرام وکفر سے اگر مراد سجدہ ہی تو امام مذکور مرتکب وفاعل سجدہ نہین ہی اور یہہ امر ثابت ہی بشہادت جماعت کثیرہ مسلمین معتبرین برنا وپیر اور بواسطہ اشتہار معلوم ہر صغیر وکبیر کہ امام سجدہ نہین کرتا ہی وہ فقط قدمبوسی کرتا ہے اور قدمبوسی نہ حرام ہے نہ کفر اور اگر مراد قدمبوسی بحیثیت متنازع فیہا ہے تو ابتک اسکی حرمت پر کوئی روایت ضعیفہ بھی مفتی صاحب نے نقل نہین کی کفر کہا اگر مفتی صاحب بمقتضا ے دیانت فرماوین کہ احتمال ہی کہ جماعت کثیرہ مذکورہ کاذب ہو اور سائل صادق ہو تو قطع نظر اس سے کہ یہہ احتمال مرجوح ہی امر محتمل پر کسی مسلمان کو خصوصًا بالتعیین کافر کہنا جائز نہی در مختار مین لکھا ہی لا یفتی بتکفیر مسلم امکن حمل کلامہ علی محمل حسن او کان فی کفرہ خلاف ولو کان ذلک روایۃ ضعیفۃ کما حررہ فی البحر وعزاہ فی الاشباہ الی الصغری وفی الدرر وغیرہا اذا کان فی المسئلۃ وجوہ توجب الکفر وواحد یمنعہ فعلی المفتی المیل لما یمنعہ ۱۲

اور محشی لکھتا ہے روی الطحاوی عن اصحابنا لایخرج الرجل من الایمان الاجحود ما ادخلہ فیہ ثم ما تیقن انہ ردۃ یحکم بہا وما یشك انہ ردۃ لا یحکم بہا لان الاسلام الثابت لایزول بالشك کیف والاسلام یعلو و ینبغی للعالم اذا رفع الیہ ہذا ای سوال عن مکفر ان لایبادر بتکفیر اہل الاسلام اور قدمبوسی جس ہیئت سے ہو مستلزم کفر نہین بلکہ مستلزم حرمت بھی نہین اور سجدہ کیطرف نہ امام راغب نہ مائل اور نہ اوسکا فاعل اور سجدہ غیر کی طرف فرضاً اگر راغب ہو تو بھی کافر نہین ہو سکتا جیساکہ گذرا کہ قصد سجدہ غیر اللہ کفر نہین ہے اگرچہ مفتی صاحب نے لکھدیا ہے کہ عزم سجدہ غیر اللہ سے بھی کافر ہوتا ہے مگر یہہ غلط ہے اسکو بہ بیان واضح ہم پہلے ثابت کر چکے فلینظر ثمہ اور فعل شنیع سے اگر مراد سجدہ غیر اللہ ہے تو معلوم ہوا کہ سجدہ غیر اللہ کو جایز و روا نہین جانتا اور اگر مراد قدمبوسی ہے تو قدمبوسی فعل مسنون ہے اسکا جایز جاننے والا کافر کسطرح ہوگا بلکہ اسکے ناجایز جاننے والے پر بوجہ استخفاف خوف کفر ہے الغرض اوسپر اطلاق کفر کرنا اور اسکو مسلمان نہ جاننا سراسر مفتی کی خطا ہے اور قدمبوسی فعل حرام نہین جسکا جایز سمجھنے والا کافر ہو اور سجدہ تو وہ نکرتا ہے نہ اوسکو جایز جانتا ہے قدمبوسی کرتا ہے اور قدمبوسی کو جایز جانتا ہے اور احتمال سے کب کفر ثابت ہوتا ہے کما ذکرنا پس اہل اسلام پر لازم ہے کہ جو مفتی جبراً بلاوجہ مسلمان کو علی التعیین کافر کہتا ہے ہرگز نماز مین اقتدا اوسکی نہ کرین اور ہرگز اوسکو نماز مین امام نہ بناوین اور بدون توبہ اور استغفار پڑھوانے کے غدر و حیلہ اسباب مین ہرگز قبول نہ کرین علامہ ابن حجر نے اعلام بقواطع الاسلام مین فرمایا ہے فمنقول عبارۃ الرافعی فی العزیز نقلا من التتمۃ انہ اذا قال المسلم

یا کافر بلا تاویل کفر لانہ سمی الاسلام کفرا وقد صح انہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال اذا قال الرجل یا کافر فقد باء بہا احدہما والذی رماہ بہ مسلم
فیکون ہو کافرًا انتہی وتبعہ النووی فی الروضۃ وعبارۃ قال المتولی
ولو قال لمسلم یا کافر بلا تاویل کفر انتہی واعتمد ذلک المتأخرون کابن
الرفعۃ والقمولی والنسائی والاسنوی والاذرعی وابی زرعۃ
وصاحب الانوار وغیرہم انتہی وفیہ ایضا وقال ابن دقیق العید فی
قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ومن دعی رجلا بالکفر ولیس کذلک الاحار
علیہ ای رجع وہذا وعید عظیم لمن کفر احدا من المسلمین وہو
لیس کذلک انتہی حاصل اس عبارت اعلام کا یہہ ہے کہ جو کسی مسلمان کی بلا تاویل
تکفیر کریگا وہ کافر ہوگا "اور معنی تکفیر کے یہہ ہین کہ کہے مثلا تو کافر ہے یا کہے یا کافر یا
اعتقاد کرے اوسکے کفر کا چنانچہ اوسی اعلام مین لکھا ہے ومعنی کفر الرجل اخاہ
نسبتہ ایاہ الی الکفر بصیغۃ الخبر نحو انت کافر او بصیغۃ النداء نحو یا
کافر او باعتقاد ذلک فیہ کاعتقاد الخوارج تکفیر المؤمنین بالذنوب انتہی
اور بتاویل کافر کہنے کے صورت یہہ ہے کہ کسی کو کافر کہے اور ارادہ کرے کفران نعمت
کا اگرچہ اس تاویل سے قائل کافر نہین ہوتا ہے مگر مرتکب حرام اور واجب التعزیر ہوتا ہے
چنانچہ اسی اعلام مین لکھا ہے وبیانہ انہ اذا قال ما قلنا کفر النعمۃ او نحوہ کان
مع ذلک حراما اجماعًا اخذا مما مر عن ابن المنذر انتہی اور فتاوی ابن حجر مین
لکھا ہے من قال لاخیہ المسلم یا کافر فان قصد بذلک تسمیۃ دین الاسلام
کفرا کفر ویضرب عنقہ اذا لم یتب ولا یغسل ولا یصلی علیہ وان لم

یقصد ذلک لم یکفر لکن یعزر علی ذلک التعزیر البلیغ الزاجر لہ ولا
مثالہ عن العود الی مثل ھذا القول القبیح الفضیح الشنیع انتہی اور درمختار
میں لکھا ہے وعزر شاتم یا کافر وھل یکفر ان اعتقد المسلم کافرا نعم والا لا بہ
یفتی شرح وھبانیہ انتہی اور مخدوم ہاشم نے مرج البحرین سے نقل کیا ہے گفتہ اند
کہ اخراج ہزار کافر از کفر بشبہہ اسلام درست است نہ اخراج یک مومن از ایمان
بشبہہ کفر ۱۲ ھذا والبسط فی رسالتنا تحفۃ الفقیر فانا حققنا المقام
فیھا واستوعبنا الروایات فی عدم التکفیر وذکرنا ان تکفیر المسلم
عند ائمتنا امر خطیر حذر عنہ علماء المذاھب الاربعۃ غایۃ التحذیر
وشددوا النکیر والنفیر علی من یفتی یکفرہ لا انا المرید بدا منہ بعد
الفحص والتنقیر واللہ الھادی والیہ المصیر وھو نعم المولی ونعم
النصیر والحمد للہ القادر القدیر الموفق لاتمام ما ارادہ العبد
العاجز الفقیر والصلوۃ والسلام علی خیر البشر البشیر
النذیر وعلی الہ واصحابہ الفائزین منہ
بخیر کثیر وفضل
کبیر

کتبہ محمد عبد القادر عفی عنہ



السؤال

ما قول العلماء الكرام الذين هم للدين دعام في تقبيل اقدام ذوي الاحترام كالعلماء والصلحاء والسادات العظام هل هو جائز ام كالسجدة حرام فان بعض الناس قد افتى بانه كالسجدة والسجدة لغير الله حرام او كفر اجماعا عند اهل الاسلام بينوا وتوجروا اجرا كاملا يوم القيام

الجواب والله الموفق للهداية والصواب

تقبيل اقدام من ذكر جائز بل مستحب وردت به الاحاديث الصحيحة عن النبي عليه الصلوٰة والسلام وصرح بجوازه كثير من ائمة الاسلام كالامام النووي والعلامة ابن حجر والقسطلاني والعلامة العيني والشرنبلالي والطحطاوي والشامي والعلامة التلمساني وغيرهم من الاعلام ولا تجرمه باطلاق السجدة عليه الا من لا معرفة له بالاحكام وغره الشيطان فافتى برأيه من غير روية ورجوع الى ما حققه العلماء الكرام وقد تذكرت قصة قصها علي بعض من اثق به ان رجلا سياحا طويل الشارب قصير اللحية يشبه وجهه وجه بعض يهود مصر والشام وكان اصله من عبدة الاصنام ثم بعد الاسلام باشر الخوارج والمعتزلة فاشرب في قلبه الخروج والاعتزال والبغض باهل السنة فدخل بلدتنا وقطن بها مدة من الايام وكان له ذهاب ومجيئ الى بعض اكابر علماء الشام فاتفق مرة وهو حاضر في خدمته ان رجلا سئل عن تقبيل الاقدام فاجابه الشيخ

بانه جایز مستحب لمن یستحقه وردت به صحاح الاحادیث وصرح بجوازه کثیر من الاعلام
فلما سمع هذا المنافق مقالة الشیخ رحمه الله واجهه بکلام بشع وقال کیف تجوزه
وهو سجدة لغیر الله کفر او حرام فغضب الشیخ من جرائته فی مجلسه مع جهالته عن
فهم المرام وقال مغضبا علیه ما اجهلك وابلدك وعن الحق ابعدك اما تعلم ان السجدة
بالجباه والتقبیل بالشفاه این هذا من ذاك اتفتح فاك وانت لا تمیز بین السمك
والسماك وطرده عن حضرته فذهب واشتکاه عند القاضی وقال الشیخ الفلانی
یجوز السجدة لغیر الله ویفتی بالسجود للعظام وحیث کان الشیخ مع هیبته وجلاله
معظما بین عظماء الشام لم یقدر القاضی ان یطلبه فی دار القضاء فحضر بنفسه
فی حضرته واحضر المنافق المدعی وسئل عن القضیة فاخبره بما جری وشهد
له من کان حاضرا فی وقته من اهل الشام فلما اطلع القاضی علی تزویر المنافق
غضب علیه غضبا شدیدا وضربه بالنعال فی وجهه بین اظهر من کان حاضرا من الخواص
والعوام ثم امر بتشهیره فقلد بقلائد النعال ورکب علی الحمار مقلوبا مسحما وجهه
ودیر به فی السکك والاسواق والمنادی ینادی من خلفه هذا جزاء المزورین و
اهل النفاق وبعد ذلك امر باخراجه عن البلدة فاخرج ویصحبه الذل والهوان
والله المعز والمذل فیعز من یشاء ویذل من یشاء فی کل عصر وزمان
هذا ما خطر فی البال وهو اعلم بحقیقة الحال حرره العبد العاصی الشیخ
محمد مکی تجاوز الله عن ذنبه الخفی والجلی